ماہنامہ

دختران اسلام

لاہور

اگست 2020ء

اللہ کیلئے اپنا مال دوسروں پر خرچ کرنے کی اہمیت

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کا خصوصی خطاب

پیغامِ شہادتِ امام عالی مقامؑ

محرم الحرام انسانی شعور کو دعوت دین کیلئے بیدار کرتا ہے

"ہم بدلیں گے تو پاکستان بدلے گا"

محترمہ فاطمہ جناحؒ کی پاکستان اور قائداعظمؒ کیلئے خدمات

تحریک پاکستان میں طلباء کا کردار

خواتین میں بیداریٔ شعور و آگہی کیلئے کوشاں

ماہنامہ دخترانِ اسلام لاہور

جلد: 27 شمارہ: 7 / محرم الحرام ۱۴۴۲ھ / اگست 2020ء

زیرِ سرپرستی
بیگم رفعت جبین قادری

چیف ایڈیٹر
قرۃ العین فاطمہ

ایڈیٹر
اُم حبیبہ

ڈپٹی ایڈیٹر
نازیہ عبدالستار

مجلس مشاورت

نوراللہ صدیقی، ڈاکٹر فوزیہ سلطانہ، ڈاکٹر نبیلہ اسحاق
ڈاکٹر شاہدہ مغل، ڈاکٹر فرخ سہیل، ڈاکٹر سعدیہ نصراللہ
مسز فریدہ سجاد، مسز فرح ناز، مسز حلیمہ سعدیہ
مسز راضیہ نوید، سدرہ کرامت، مسز رافعہ علی
ڈاکٹر زیب النساء سرویا، ڈاکٹر نورین روبی

رائٹرز فورم

آسیہ سیف، ہادیہ خان، جویریہ سحرش
جویریہ وحید، ماریہ عروج، سمیعہ اسلام

کمپیوٹر آپریٹر: محمد اشفاق انجم
گرافکس: عبدالسلام ـــــ فوٹو گرافی: قاضی محمود الاسلام

فہرس

اداریہ

(آزادی تقریبات اور شجرکاری مہم) 4

فکرِ شیخ الاسلام

اللہ کیلئے اپنا مال دوسروں پر خرچ کرنے کی اہمیت مرتبہ: نازیہ عبدالستار 5

پیغامِ شہادتِ امام عالی مقامؑ ڈاکٹر فرخ سہیل 8

عظمتِ رفتہ کی بحالی اُسوہ حسینیؑ میں پنہاں ہے مصباح کبیر 11

''ہم بدلیں گے تو پاکستان بدلے گا'' آسیہ سیف قادری 13

تحریک پاکستان میں طلباء کا کردار تحریم رفعت 16

محترمہ فاطمہ جناحؒ کی پاکستان اور قائدِ اعظمؒ کیلئے خدمات جویریہ سحرش 19

اتباعِ سیرت کے فیوض و برکات اسامہ مجید 23

علم کا حصول مرد اور عورت دونوں پر فرض ہے ڈاکٹر زیب النساء 26

آپ کے سوالات کے شرعی جوابات فریدہ سجاد 31

آپ کی صحت: ذہنی تناؤ اور خوراک ویشا وحید 33

گلدستہ: طب یونانی اور ہماری صحت مرتبہ: ماریہ عروج 35

محرم الحرام پلان 2020ء حافظہ سحر عنبرین 37

مجلّہ دخترانِ اسلام میں آنے والے جملہ پرائیویٹ اشتہار خلوص نیت سے شائع کئے جاتے ہیں، ادارہ کی کسی کاروبار میں شراکت ہے اور نہ ہی ادارہ فریقین کے درمیان کسی بھی قسم کے لین دین کا ذمہ دار ہوگا۔

بدل اشتراک: آسٹریلیا، کینیڈا، مشرق بعید، امریکہ: 15 ڈالر مشرق وسطی، جنوب مشرقی ایشیا، یورپ، افریقہ: 12 ڈالر

ترسیل زر کا پتہ: منی آرڈر / چیک / ڈرافٹ بنام حبیب بنک لمیٹڈ منہاج القرآن برانچ اکاؤنٹ نمبر 01970014583203 ماڈل ٹاؤن لاہور

قیمت فی شمارہ -/35 روپے

سالانہ خریداری -/350 روپے

رابطہ: ماہنامہ دخترانِ اسلام 365 ایم ماڈل ٹاؤن لاہور فون نمبرز: 3-042-5169111 فیکس نمبر: 042-35168184

Visit us on: www.minhaj.info E-mail:sisters@minhaj.org

فرمان الٰہی

وَاعْبُدُوا اللہَ وَلَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْئًا وَّبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا وَّبِذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَالْجَارِ ذِي الْقُرْبٰى وَالْجَارِ الْجُنُبِ وَالصَّاحِبِ بِالْجَنْۢبِ وَابْنِ السَّبِيْلِ لا وَمَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ ط اِنَّ اللہَ لَا يُحِبُّ مَنْ كَانَ مُخْتَالًا فَخُوْرًا. فَاِذَا قَضَيْتُمُ الصَّلٰوةَ فَاذْكُرُوا اللہَ قِيَامًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰى جُنُوْبِكُمْ ج فَاِذَا اطْمَاْنَنْتُمْ فَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ ج اِنَّ الصَّلٰوةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ كِتٰبًا مَّوْقُوْتًا○

(النساء، ٤: ٣٦، ١٠٣)

”اور تم اللہ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ اور ماں باپ کے ساتھ بھلائی کرو اور رشتہ داروں اور یتیموں اور محتاجوں (سے) اور نزدیکی ہمسائے اور اجنبی پڑوسی اور ہم مجلس اور مسافر (سے)، اور جن کے تم مالک ہو چکے ہو، (ان سے نیکی کیا کرو)، بے شک اللہ اس شخص کو پسند نہیں کرتا جو تکبّر کرنے والا (مغرور) فخر کرنے والا (خود بین) ہو○ پھر (اے مسلمان مجاہدو!) جب تم نماز ادا کر چکو تو اللہ کو کھڑے اور بیٹھے اور اپنے پہلوؤں پر (لیٹے ہر حال میں) یاد کرتے رہو، پھر جب تم (حالتِ خوف سے نکل کر) اطمینان پالو تو نماز کو (حسبِ دستور) قائم کرو۔ بے شک نماز مومنوں پر مقررہ وقت کے حساب سے فرض ہے“۔

(ترجمہ عرفان القرآن)

فرمان نبوی ﷺ

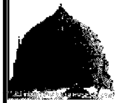

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، قَالَ: إِذَا أَحَبَّ اللهُ الْعَبْدَ نَادَى جِبْرِيلَ: إِنَّ اللهَ يُحِبُّ فُلَانًا فَأَحْبِبْهُ. فَيُحِبُّهُ جِبْرِيلُ، فَيُنَادِي جِبْرِيلُ فِي أَهْلِ السَّمَاءِ: إِنَّ اللهَ يُحِبُّ فُلَانًا فَأَحِبُّوهُ، فَيُحِبُّهُ أَهْلُ السَّمَاءِ، ثُمَّ يُوضَعُ لَهُ الْقَبُولُ فِي الْأَرْضِ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

”حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جب اللہ تعالیٰ کسی بندے سے محبت کرتا ہے تو حضرت جبرائیل علیہ السلام کو بلاتا ہے (اور حکم دیتا ہے) کہ اللہ تعالیٰ فلاں بندے سے محبت رکھتا ہے لہٰذا تم بھی اس سے محبت کرو تو حضرت جبرئیل علیہ السلام اس سے محبت کرتے ہیں۔ پھر حضرت جبرئیل علیہ السلام آسمانی مخلوق میں ندا دیتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فلاں شخص سے محبت کرتا ہے لہٰذا تم بھی اس سے محبت کرو پھر آسمان والے بھی اس سے محبت کرنے لگتے ہیں پھر زمین والوں (کے دلوں) میں بھی اس کی مقبولیت رکھ دی جاتی ہے۔“

(المنہاج السوی من الحدیث النبوی ﷺ،

خواب

اس دور میں تعلیم ہے امراض ملت کی دوا
ہے خون فاسد کے لئے تعلیم مثل نیشتر
رہبر کے ایما سے ہوا تعلیم کا سودا مجھے
واجب ہے صحرا گرد پر تعمیل فرمان خضر

(کلیات اقبال، بانگ درا، (ص۴۳۲۔۴۳۱)

تعبیر

پاکستانی مسلمان حقیقی جمہوریت پر مبنی عوام میں مقبولیت کی حامل حکومت قائم کرنا چاہتے ہیں۔ اس حکومت کو پاکستان کے عوام کی توثیق (منظوری) حاصل ہوگی اور یہ بلا تفریق رنگ و نسل، پاکستانی عوام کی مرضی اور توثیق کے ساتھ کاروبار چلائے گی۔

(برطانوی اخبار کو انٹرویو، لندن، 1944ء)

تکمیل

علم کی شمع سے دنیا کے اندھیروں کو دور کیا جاسکتا ہے اور کسی بھی ملک وقوم کی ترقی وخوشحالی اور استحکام اعلیٰ تعلیم کارکردگی کے بغیر ناممکن ہے بدقسمتی سے پاکستان اس وقت جس مشکل دور سے گزر رہا ہے اس کی ذمہ داری اب تک کی برسر اقتدار سیاسی قیادت پر ہے جس نے عوام کو وہ علمی ماحول فراہم نہیں کیا جس میں ہماری نسلیں پروان چڑھ کر اپنے ملک وقوم کے مستقبل کو روشن بناسکیں۔

(خطاب شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری، 28 اپریل 2013ء، برمنگھم)

اداریہ

آزادی تقریبات اور شجر کاری مہم

ہر سال یوم آزادی عقیدت و احترام اور جوش و خروش سے منایا جاتا ہے، 14 اگست کے دن پاکستان کے عوام، سیاسی و مذہبی جماعتیں، تحریکیں، اقلیتیں، جملہ مکتب فکر، تعلیمی، کاروباری ادارے نیز زندگی کے ہر شعبہ سے تعلق رکھنے والے افراد اپنے اپنے انداز کے ساتھ وطن سے محبت کا اظہار کرتے ہیں اور آزادی کی نعمت پر اللہ رب العزت کا شکر بجالاتے ہیں، تحریک منہاج القرآن ویمن لیگ بھی ہر سال یوم آزادی پر خصوصی تقاریب منعقد کرتی اور منفرد انداز میں جشن آزادی کا اہتمام کرتی ہے، امسال منہاج القرآن ویمن لیگ کے کڈز ڈیپارٹمنٹ ایگرز نے بچوں کے ساتھ مل کر یوم آزادی کے دن شجر کاری کی اور پاکستان بھر کے عوام کو یہ پیغام دیا کہ پاکستان اور آنے والی نسلوں کا محفوظ مستقبل شجر کاری سے وابستہ ہے، عامۃ الناس کی کوالٹی لائف کے لئے جنگلات کے رقبہ میں اضافہ اور درختوں کی تعداد بڑھانا ناگزیر ہے، ماحولیاتی آلودگی کے خاتمہ کیلئے درخت قدرت کا ایک انمول تحفہ ہیں، پوری دنیا گلوبل وارمنگ کی زد میں ہے اور زمین کو ٹمپریچر بڑی تیزی سے بڑھ رہا ہے، گلیشیئر پگھل رہے ہیں، آبادی بڑھ رہی ہے، پانی کے ذخائر کم ہو رہے ہیں، سرسبز و شاداب علاقے رہائشی کالونیوں میں بدل رہے ہیں، شہروں پر آبادی کا بوجھ بڑھ رہا ہے، ان سارے مسائل کی وجہ سے پاکستان ماحولیاتی آلودگی کا بری طرح شکار ہو رہا ہے، پاکستان ان ٹاپ 10 ممالک کی فہرست میں شامل ہے جو گلوبل وارمنگ کی زد میں ہیں، اس سال منہاج القرآن کی مرکزی قیادت نے اپنے جملہ کارکنان کو شجر کاری مہم میں بھرپور حصہ لینے کی ہدایت کی ہے اور پیغام دیا ہے کہ ہر کارکن اپنے حصے کے دو درخت لگائے، یہی پیغام منہاج القرآن ویمن لیگ کی کارکنان کے لئے بھی ہے، اگرچہ خواتین باہر جا کر شجر کاری مہم میں بوجوہ حصہ نہیں لے سکتیں لیکن وہ اپنے گھر کے صحن میں دو پودے لگا کر اپنی قومی ذمہ داریاں بااحسن انجام دے سکتی ہیں، اگر کسی کے گھر میں اتنی جگہ نہیں ہے جہاں درخت لگائے جاسکیں تو گملوں میں پودے لگا کر اس قومی مہم کا حصہ بنا جا سکتا ہے اور بیداری شعور کی اس مہم کو خاص و عام تک پہنچایا جانا وقت کی ناگزیر ضرورت ہے، درخت ماحولیاتی آلودگی کے خاتمے کے لئے ہی نسخہ اکسیر نہیں ہیں بلکہ اس کے ساتھ ایک بھرپور معاشی زندگی بھی جڑی ہوئی ہے، فرنیچر ایک اہم انسانی ضرورت ہے جو درختوں کی لکڑی سے حاصل ہوتا ہے یہ جان کر دکھ ہوتا ہے کہ زرعی ملک اور لاکھوں زرخیز رقبے کا حامل ہونے کے باوجود پاکستان فرنیچر کے لئے لکڑی امپورٹ کر رہا ہے اور فرنیچر کی صنعت بری طرح متاثر ہو رہی ہے، امپورٹڈ لکڑی کی وجہ سے روز مرہ کے استعمال کی اشیاء کی قیمتیں آسمان کو چھو رہی ہیں، آج سے ہی اگلے 25 سال کی پلاننگ کرنی ہو گی، حکومت اور عوام ملکر اس بات کو یقینی بنائیں کہ پاکستان لکڑی امپورٹ کرنے والا نہیں بلکہ ایکسپورٹ کرنے والے ملک کا سٹیٹس حاصل کرے گا، درختوں کی دینی اعتبار سے بھی بڑی اہمیت اور فضیلت ہے اللہ تعالیٰ نے جس جنت کو اچھے اعمال کے باعث دینے کا وعدہ فرمایا ہے اس جنت کی خوبصورتی کو انواع و اقسام کے پھلدار درختوں سے اجاگر کیا گیا ہے، حضور ﷺ نے فرمایا کہ قیامت برپا ہو رہی ہو اور تمہیں درخت لگانے کی نیکی کرنے کا موقع مل جائے تو فوراً نیکی کر ڈالو۔ ایک اور موقع پر آپ ﷺ نے فرمایا جس کا مفہوم ہے کہ اسلام صفائی ستھرائی پر زور دیتا ہے تاکہ ماحول گندا اور آلودہ نہ ہو۔ ایک اور جگہ پر حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ مسلمان کوئی درخت یا کھیتی لگائے اور اس میں سے کوئی انسان، چرند، پرند یا چوپایہ کھائے تو وہ اس کے لیے صدقہ بن جاتا ہے۔ درخت صدقہ جاریہ ہیں، بدقسمتی سے پاکستان میں گزشتہ چار دہائیوں سے جنگلات کا رقبہ کم ہوتے ہوتے 25 فیصد سے دو فیصد پر آ گیا اور درخت لگانے کی بجائے درختوں کو بے دردی سے کاٹا گیا، کرپشن اور بدعنوانی اس حد تک تجاوز کر گئی ہے کہ جنگلات کے جنگلات کاٹ کر بیچ کھائے گئے، دیہات کے اندر بھی درخت لگانے کا رجحان ختم ہو کر رہ گیا ہے اور درختوں اور جنگلات کے خاتمے کے باعث ہم ماحولیاتی آلودگی جیسے بدترین انسانی مسئلہ سے دوچار ہو چکے ہیں، لاتعداد بیماریاں ماحولیاتی آلودگی کے سبب سے پھیل رہی ہیں، ہمارا ماحول قیمتی جانوروں اور نایاب پرندوں کی اقسام سے محروم ہو گیا ہے، منہاج القرآن ویمن لیگ کا ڈیپارٹمنٹ ایگرز مبارکباد کا مستحق ہے کہ انہوں نے بچوں میں شجر کاری مہم کا شعور اجاگر کیا، یہ سلسلہ جاری رہنا چاہیے اور اس کار خیر اور نیشنل سروس میں منہاج القرآن ویمن لیگ کی طول و عرض میں رہائش پذیر کارکنان کو بھی پوری طرح شریک ہونا چاہیے۔ (چیف ایڈیٹر)

فکرِ شیخ الاسلام

اللہ کیلئے اپنا مال دوسروں پر خرچ کرنے کی اہمیت

دوزخ سے اس پرہیز گار کو بچا لیا جائے گا جو اپنا مال اللہ کی راہ میں خرچ کرتا ہے

تم ہرگز نیکی کو نہیں پاسکتے جب تک اپنی محبوب ترین شے اللہ کی راہ میں خرچ نہ کرو

محبت وشفقت کا اظہار بھی انفاق فی سبیل اللہ کا حصہ ہے

مرتبہ: نازیہ عبدالستار

جنت کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ لا اُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِيْنَ. (آل عمران، ۳: ۱۳۳)

’’جس کی وسعت میں سب آسمان اور زمین آجاتے ہیں، جو پرہیزگاروں کے لیے تیار کی گئی ہے‘‘۔

پہلے فرمایا میری مغفرت اور میری وسیع و عریض جنت متقین کے لیے تیار کی گئی ہے اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے متقین کی صفات بیان کی ہیں۔

الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ فِي السَّرَّآءِ وَالضَّرَّآءِ۔ (آل عمران،۳: ۱۳۴)

’’یہ وہ لوگ ہیں جو فراخی اور تنگی (دونوں حالتوں) میں خرچ کرتے ہیں اور غصہ ضبط کرنے والے ہیں‘‘۔

جو فراخی و خوشحالی، تنگ دستی اور پریشان حالی میں بھی خرچ کرتے ہیں سوال یہ ہے کہ انسان دوسروں پر کیوں خرچ کرتا ہے۔ دراصل اللہ ہمارے اندر دوسروں کا خیال پید اکرنا چاہتا ہے۔ ایک انسان وسائل رکھتا ہے دوسرا وسائل سے محروم ہے۔ دوسرا پریشان حال ہے دوسرے کی تنگی کا احساس کرنا اس کی تکلیف کو اپنی تکلیف سمجھنا۔ یہ سوچ اللہ پاک عطا کرنا چاہتا ہے۔ اس لیے نیکی کو دوسروں پر خرچ کرنے کے ساتھ جوڑا ہے۔ چوتھا پارہ کی ابتدا اس سے ہوتی ہے۔

لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ. (آل عمران،۳: ۹۲)

’’تم ہرگز نیکی کو نہیں پہنچ سکو گے جب تک تم (اللہ کی راہ میں) اپنی محبوب چیزوں میں سے خرچ نہ کرو‘‘۔

تم لاکھ چاہو مگر تم نیک نہیں بن سکتے۔ تمہیں نیکی کا کوئی درجہ اللہ کی بارگاہ سے نہیں مل سکتا جب تک تم کو جس شے سے بڑا پیار ہے وہ خرچ نہ کر دو جس پیسے وسائل سے تمہیں محبت ہے دوسرے کی پریشانی پر خرچ نہیں کردیتے تم نیکی کی روح کو نہیں پاسکتے۔ اللہ کی نگاہ میں نیکوکار، صالح تصور نہیں ہوسکتے۔ ہمارے ہاں نیکی کے رسمی تصورات ہیں۔ تسبیح روزہ، نماز جو اللہ کے حقوق ہیں اس کو ٹوٹا پھوٹا زیادہ ادا کرلیا، حج کرلیا، روزہ رکھ لیا، محافل کروالی سمجھتے ہیں کہ نیکی کا حق ادا کردیا اللہ رب العزت نے اس کو ردفرمادیا ہے:

لَيْسَ الْبِرَّ اَنْ تُوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ. (البقرہ،۲: ۱۷۷)

’’نیکی صرف یہی نہیں کہ تم اپنے منہ مشرق اور مغرب کی طرف پھیرلو‘‘۔

فرمایا نیکی یہ نہیں جن کا قبلہ مشرق کی طرف ہے وہ مشرق کی طرف منہ کرلیں اور جن مذہب والوں کا قبلہ مغرب کی طرف ہے وہ مغرب کی طرف منہ کرلیں۔ مشرق و مغرب کی طرف منہ کرکے نماز پڑھ لینا محض نیکی یہ نہیں ہے۔ اللہ رب العزت نے کلیتاً اس کی نفی کردی جبکہ ہم نے نیکی کو روائتی

حدود میں بند کردیا ہے۔ سماجی تصور چلا آرہا ہے ہم سمجھتے ہیں بس یہی نیکی ہے۔ کفار مکہ کے ہاں بھی اس طرح کے تصورات تھے۔ قبلہ کا طواف ننگے ہوکر کرتے وہ سمجھتے کہ اس طرح کرنا عاجزی کا اظہار ہے۔ یہ رسم و رواج تھے وہ حج کے ایام میں احرام پہن لیتے تو گھر میں دروازے سے داخل نہیں ہوتے تھے بلکہ نقب لگا کر گھر کے پیچھے سے داخل ہوتے تھے۔ وہ سمجھتے کہ یہ ان ایام کا تقویٰ ہے۔ یہ فرسودہ رسمیں ہیں جو انسان کو نیکی کی روح سے دور کردیتی ہیں۔ اللہ اس طرف متوجہ کررہا ہے:

وَلٰـکِنَّ الْبِـرَّ مَـنْ اٰمَنَ بِـاللهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَالْمَـلٰٓئِکَةِ وَالْکِتٰبِ وَالنَّبِیّٖنَ وَاٰتَی الْمَالَ عَلٰی حُبِّهٖ ذَوِی الْقُرْبٰی وَالْیَتٰمٰی وَالْمَسٰکِیْنَ وَابْنَ السَّبِیْلِ وَالسَّآئِلِیْنَ وَفِی الرِّقَابِ. (البقرہ، ۲: ۱۷۷)

’’بلکہ اصل نیکی تو یہ ہے کہ کوئی شخص اللہ پر اور قیامت کے دن پر اور فرشتوں پر اور (اللہ کی) کتاب پر اور پیغمبروں پر ایمان لائے اور اللہ کی محبت میں (اپنا) مال قرابت داروں پر اور یتیموں پر اور محتاجوں پر اور مسافروں پر اور مانگنے والوں پر اور (غلاموں کی) گردنوں (کو آزاد کرانے) میں خرچ کرے‘‘۔

اور اللہ کی محبت میں (اپنا) مال قرابت داروں، یتیموں اور محتاجوں پر خرچ کرنا مستحقین کی حاجت روائی کرنا، انکی تنگی کو مخاطب کرنے کو نیکی قرار دیا ہے۔ باقی معاملات حج، روزہ، نماز کا ذکر بعد میں آیا ہے۔ پہلے ایمان اس کے بعد اپنا مال جس رب پر ایمان لاتے ہو اس کے بندوں، ضرورت مندوں، محتاجوں پر خرچ کرنا، مال کی قربانی دینا یہ نیکی ہے۔ سورہ بقرہ کی ابتداء میں ذکر فرمایا۔

ذٰلِكَ الْکِتٰبُ لَا رَیْبَ ۚ فِیْهِ ۚ هُدًی لِّلْمُتَّقِیْنَ. (البقرہ،۲:۲)

’’(یہ) وہ عظیم کتاب ہے جس میں کسی شک کی گنجائش نہیں، (یہ) پرہیزگاروں کے لیے ہدایت ہے‘‘۔

فرمایا اس قرآن سے متقین کو ہدایت ملتی ہے قرآن متقین کو منزل مقصود تک پہنچاتا ہے۔ صاحبان تقویٰ وہ لوگ ہیں جن کو قرآن ہدایت عطا کرتا ہے۔ متقین کی تعریف بھی قرآن نے کی:

الَّـذِیْنَ یُـؤْمِـنُـوْنَ بِـالْـغَیْبِ وَیُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ یُنْفِقُوْنَ. (البقرہ، ۲: ۳)

’’جو غیب پر ایمان لاتے اور نماز کو (تمام حقوق کے ساتھ) قائم کرتے ہیں اور جو کچھ ہم نے انہیں عطا کیا ہے اس میں سے (ہماری راہ) میں خرچ کرتے ہیں‘‘۔

متقین وہ لوگ ہیں جو غیب پر ایمان لاتے ہیں۔ اللہ، اس کے رسول ﷺ پر ایمان لاتے اور نماز قائم کرنا ایک چیز بیان کرنے کے بعد فرمایا ومما رزقنا ینفقون جو کچھ ہم نے انہیں عطا کیا اس میں سے خرچ کرتے ہیں۔ مال دیا ہے تو مال میں سے خرچ کرتے۔ وسائل دیئے ہیں وسائل میں سے خرچ کرتے ہیں۔ علم دیا ہے اس میں سے خرچ کرے۔ طاقت، صحت، توانائی اور عزت و شہرت دی ہے تو اس کا فائدہ کمزور لوگوں کو دے۔ اللہ نے کوئی منصب دیا ہے اس کے ذریعے نفع مند بنیں۔ محتاج لوگوں کی حاجت روائی کریں ان کی زندگیوں کو آسانیاں دیں۔ الغرض جو کچھ مال و دولت، ذہنی، فکری، عملی، سماجی نعمت جو کچھ اللہ رب العزت نے دی ہے اس میں سے خرچ کرے۔ علم کی نعمت دی ہے تو اس پر خرچ کرے جس کے پاس علم نہیں تاکہ وہ صاحب علم ہو۔ جو کچھ ہم نے تمہیں نوازا ہے اس میں سے خرچ نہیں کرو گے تو اللہ کی نگاہ میں متقی بن نہیں سکتے۔ سورۃ الیل میں فرمایا:

وَسَیُجَنَّبُهَا الْاَتْقَی. الَّذِیْ یُؤْتِیْ مَالَهٗ یَتَزَکّٰی. (اللیل، ۹۲: ۱۷،۱۸)

’’اور اس (آگ) سے اس بڑے پرہیزگار شخص کو بچا لیا جائے گا۔ جو اپنا مال (اللہ کی راہ میں) دیتا ہے کہ (اپنے جان و مال کی) پاکیزگی حاصل کرے‘‘۔

یہ جو بڑی دوزخ جس کی آگ بھڑک رہی ہے اس متقی شخص کو اس دوزخ سے نجات دے دیں گے جو اپنا مال زیادہ سے زیادہ محتاجوں اور ضرورت مندوں پر خرچ کرتا ہے۔ مال خرچ کرنے سے اپنی مال اور جان پاک کرلیتا ہے اور اپنا دل بھی مال کی محبت سے پاک کرتا ہے۔ مال کے لیے انسان دن رات محنت کرتا ہے، تکلیف اٹھاتا ہے، بیوی بچوں سے دور جاتا ہے، دکان کھولتا ہے، آفس جاتا ہے۔ 12، 14 گھنٹے کام

کرتا ہے۔ دنیا کے سفر کرتا ہے اپنی جان مشکلات میں ڈال کر مال کماتا ہے۔ جتنی محنت کرکے کماتا ہے اتنی محبت اس مال کے ساتھ بڑھتی چلی جاتی ہے۔ چھوٹے بچوں کو ماں باپ کی کمائی سے سب مل جاتا ہے۔ اس کی اتنی قدر نہیں ہوتی۔ نخرے کرتے ہیں۔ وہ پرواہ نہیں کرتے جب بڑے ہوتے ہیں تو محدود تنخواہ آتی ہے اس سے جو چیز کما کر لاتے ہیں اس کی بڑی قدر ہوتی ہے بچپن میں محنت کا تجربہ نہیں ہوتا اس درد کا بھی پتا نہیں، کما کر لانے میں کتنی دردصرف ہوئی ہے۔ اس لیے فرمایا:

وَاِنَّهٗ لِحُبِّ الْخَيْرِ لَشَدِيْدٌ. (العادیات،۱۰۰: ۸)

''اور بے شک وہ مال کی محبت میں بہت سخت ہے''۔

یعنی بندہ کو مال کے ساتھ بڑی محبت ہوتی ہے کیونکہ مال اس کے پاس اپنے آپ نہیں آتا۔ مال کے لیے منصوبہ بندی کرتا ہے عمر بھر محنت کرتا ہے۔ ڈگری لیتا ہے پھر جاب اپلائی کرتا ہے۔ روزگار شروع کرتا ہے، دھکے کھاتا ہے محنتیں کرتا ہے۔ سو جتن کرکے وہ مال کمانے لگتا ہے۔ پہلے نقصان کرتا ہے پھر بریک ایون پر آتا ہے پھر وہ نفع کی طرف جاتا ہے۔ نقصان سے بچنے کی تدبیر کرتا ہے دن رات اس کا دل بیٹھتا ہے، جتنی اس کی دھڑکیں ہیں یہ اس کی مال کے ساتھ جڑی ہوتی ہیں۔ یہ اس کو محبت میں منتقل کرتی ہیں۔ یہ محبت اللہ رب العزت نے کہا تمہیں مال سے محبت ہے۔ دیکھنا ہے کہ ایک طرف مال کی محبت ہے، دوسری طرف انسانیت کی محبت ہے۔ ایک اللہ کے بندوں کی محبت، مشکلات میں پھنسے ہوئے بندے، جن کے پاس کھانا نہیں، بھوکے لوگوں کی محبت، مفلس لوگوں کی محبت، جن کے پاس رات کی ہنڈیا نہیں، بچہ بیمار ہے دوائی کے پیسے نہیں، بچے کو پڑھانے کے وسائل نہیں جو اللہ کے بندے اس کیفیت میں بیٹھے ہیں ان سے تمہیں کتنی محبت ہے۔ اپنے جتن کرکے جو مال کمایا تھا اس سے کتنی محبت ہے۔ اگر مال کی محبت بڑھ جائے تو یہ دوزخ میں لے جائے گی۔ یہ انسان کو بخیل کردے گی۔ مال کی محبت بڑھ جائے اور ضرورت مند لوگوں پر خرچ نہ ہو۔ اس کو اللہ رب العزت نے دین کو جھٹلانا قرار دے دیا سورۃ الماعون میں فرمایا:

اَرَءَيْتَ الَّذِيْ يُكَذِّبُ بِالدِّيْنِ. فَذٰلِكَ الَّذِيْ يَدُعُّ الْيَتِيْمَ. وَلَا يَحُضُّ عَلٰى طَعَامِ الْمِسْكِيْنِ. (الماعون، ۱۰۷: ۱۔۳)

''کیا آپ نے اس شخص کو دیکھا جو دین کو جھٹلاتا ہے؟۔ تو یہ وہ شخص ہے جو یتیم کو دھکے دیتا ہے (یعنی یتیموں کی حاجات کو رد کرتا اور انہیں حق سے محروم رکھتا ہے)۔ اور محتاج کو کھانا کھلانے کی ترغیب نہیں دیتا (یعنی معاشرے سے غریبوں اور محتاجوں کے معاشی اِستحصال کے خاتمے کی کوشش نہیں کرتا)''۔

کیا آپ نے اس شخص کو دیکھا جو دین جھٹلاتا ہے۔ اس طرح نہیں جھٹلاتا کہ قرآن کو نہیں مانتا، اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو نہیں مانتا۔ آخرت کو نہیں مانتا، اس طرح نہیں جھٹلاتا۔ دین کو جھٹلانے کی تعریف کی ہے۔ **فذلك الذی يدع اليتيم** جھٹلانے والا کون ہے جس کو نہ کسی یتیم کی فکر ہے نہ مسکین کی، یتیم کی یتیمی پر خرچ کرتے کہ اس کو باعزت مقام دینے کے لیے، اپنا مال خرچ کرتا مسکین کی محتاجی کی کوئی فکر ہے کہ اس کو کھانا کھلائے، اپنا مال خرچ کرے۔ اس کا سہارا بنے مسکین کو بھوک و افلاس سے نکالے۔ جو یہ طرزِ عمل نہیں کرتا اللہ رب العزت نے فرمایا وہ دین کو جھٹلاتا ہے۔

آقا علیہ السلام نے ایک پیمانہ دیا اگر ایک شخص کا کھانا تمہارے پاس ہے اس کو آدھا آدھا کرکے دو میں بانٹ دو۔ دوسرے بندے کے زندہ رکھنے کے لیے کافی ہے۔ دو کا کھانا چار کے لیے کافی ہے۔ چار کا کھانا آٹھ کے لیے کافی ہے۔ (ترمذی، السنن)

جتنا میسر ہے اس میں سے حصہ دو۔ دیکھنا یہ ہے کہ پریشان حال انسانیت کا کتنا درد ہے ضرورت مند آپ کے محلے، پڑوس اور کمیونٹی میں ہیں۔ آپ کی فیملی میں ہیں۔ اعزا و اقارب کا پہلا حق ہے۔ پڑوسیوں کا پہلا حق ہے۔ سب سے بڑا بیوی بچوں کا حق ہے۔ اگر محبت ہے تو محبت بھی خرچ کرو یہ بھی انفاق کا حصہ ہے۔ مشکل حالات میں اگر محبت و شفقت ہے تو وہ بھی خرچ کرنا بھی انفاق فی سبیل اللہ میں آتا ہے۔

☆☆☆☆☆

پیغامِ شہادتِ امام عالی مقامؑ

امام حسینؑ نے جس دین کو بچانے کے لئے قربانی دی وہ امن و سلامتی کا دین ہے

شہادت کی عظیم نعمت اللہ تعالیٰ کے انعام یافتہ بندوں کے حصے میں آتی ہے

شہادتِ امام حسینؑ کرہ ارض کی تمام شہادتوں سے بلند تر ہے

ڈاکٹر فرخ سہیل

شہادت اگرچہ اللہ تبارک و تعالیٰ کی نعمتوں میں سے ایک عظیم نعمت ہے اور یہ نعمت اللہ تبارک و تعالیٰ کے انعام یافتہ بندوں کے حصہ میں آئی ہے اور جب شہید کی روح اللہ کے سامنے پیش کی جاتی ہے تو پروردگار اس کی روح کو چمک اور تاثیر کی ایسی قوت عطا کرتا ہے کہ اس کا مقام اعلیٰ علیین میں سے ہوجاتا ہے اور پروردگار مٹی کو حکم دیتا ہے کہ اس کے جسم کو بھی صحیح و سلامت اور ترو تازہ رکھے اور یوں اس شہید کا جسم زیر زمین رہ کر بھی پروردگار کے فیضان نور سے ترو تازہ اور سلامت رہتا ہے۔ اسی لیے پروردگار عالم نے قرآن مجید میں بیان فرمایا:

وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ يُّقْتَلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ ط بَلْ اَحْيَآءٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ. (البقرہ،۲:۱۵۴)

’’اور جو لوگ اللہ کی راہ میں مارے جائیں انہیں مت کہا کرو کہ یہ مُردہ ہیں، (وہ مُردہ نہیں) بلکہ زندہ ہیں لیکن تمہیں (ان کی زندگی کا) شعور نہیں‘‘۔

کہ اللہ کی راہ میں جان قربان کرنے والے کو مردہ مت کہو کیونکہ اس نے اللہ کی راہ میں ایسی موت کو قبول کیا ہے جس سے انسانیت کو جِلا ملتی ہے ایک چراغ سے کئی چراغ جلتے ہیں اور وہ شہید پوری قوم کو ایک نئی زندگی عطا کر کے خود ایسی زندگی میں داخل ہوجاتا ہے جو اس فانی دنیا کی زندگی سے کہیں بہتر ہے کہ جس کی کوئی مثال نہیں دی جاسکتی۔

پروردگار عالم کا نظام ہستی کے اصولوں میں سے ایک اصول یہ بھی ہے کہ جو کوئی اس دنیا میں ایک نیکی کرتا ہے تو اس کو دس نیکیوں کے برابر اجر عطا کیا جائے گا اسی طرح جس نے خدا کے حضور اپنی جان کا نذرانہ پیش کیا پروردگار اس کے بدلے میں دس جانیں عطا فرمائے گا۔ لہٰذا اسی لیے پروردگار نے ارشاد فرمایا کہ

وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا.

’’اور جو لوگ اللہ کی راہ میں قتل کیے جائیں انہیں ہرگز مردہ خیال (بھی) نہ کرنا‘‘۔ (آل عمران،۳:۱۶۹)

نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

’’اور قسم اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے میں چاہتا ہوں کہ اللہ کی راہ میں مارا جاؤں پھر زندہ کیا جاؤں پھر مارا جاؤں پھر زندہ کیا جاؤں پھر مارا جاؤں پھر زندہ کیا جاؤں پھر مارا جاؤں‘‘۔ (صحیح بخاری، کتاب الجہاد)

اللہ تبارک وتعالیٰ نے نبی مکرم ﷺ کی اس خواہش کو ان کے نواسے کی شہادت کی صورت میں پورا کیا اور دراصل یہ شہادت نبی محترم ﷺ کی شہادت سرّی تھی آپ ﷺ نے اپنی زندگی میں اپنے اس نواسے کی شہادت کے تذکرے کو عام کردیا تھا حسینؑ کی شہادت ایک ایسی شہادت ہے کہ جس کی خبر جبرائیلؑ نے نبی ﷺ کو پہلے سے ہی دے دی تھی۔ جب حضرت فاطمۃ الزہراؑ کے ہاں امام حسینؑ کی ولادت ہوئی تو آپ ﷺ بچے کو گود میں لے کر زارو قطار رونے لگے۔

حضرت ام فصیل سے روایت ہے کہ جب میں نے دیکھا کہ حضور زارو قطار رو رہے ہیں تو میں نے آپ ﷺ سے دریافت کیا:

اللہ کے نبی ﷺ میرے ماں باپ آپ ﷺ پر قربان

ہوں آپ کو کیا ہوا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ابھی جبرائیل علیہ السلام آئے تھے انہوں نے مجھے بتایا ہے کہ میری امت کی ایک جماعت میرے بیٹے کو عنقریب قتل کردے گی۔ میں نے پوچھا کیا اس بیٹے کو؟ تو آپ نے فرمایا "ہاں" یاد رہے مجھے اس زمین کی مٹی میں سے کچھ مٹی دی جو کہ سرخ تھی، امام عالی مقامؑ کی شہادت کی خبر کے علاوہ جبرائیل امینؑ نے مقام شہادت کی نشاندہی بھی فرمادی تھی جیسا کہ یہ روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا:

مجھ کو جبرائیل امینؑ نے خبر دی ہے کہ میرا بیٹا حسینؑ میرے بعد زمین طف میں قتل کردیا جائے گا اور جبرائیلؑ میرے پاس اس زمین کی یہ مٹی لائے ہیں اور انہوں نے مجھے بتایا کہ یہی مٹی حسینؑ کا مدفون ہے۔

اور اس مٹی کو حضور ﷺ نے حضرت ام سلمہ کے سپرد کردیا اور فرمایا اے ام سلمٰی! جب یہ مٹی خون میں بدل جائے تو جان لینا کہ میرا بیٹا حسینؑ قتل ہوگیا ہے۔

تاریخ عالم اس بات پر گواہ ہے کہ دنیا میں لاکھوں حق و باطل کے معرکے برپا ہوئے۔ لاتعداد شہادتیں ہوئیں، اسلام کا اولین دور بہت سی شہادتوں سے بھرپور دور ہے لیکن آج تک کسی شہادت کا اس قدر شہرت و تذکرہ نہ ہوا جس قدر شہادت امام حسینؑ کو ہوا اور یہ شہرت و بلندی تذکرہ آپ ﷺ کی ذات بابرکات کے طفیل ہی ہے کہ جہاں قیامت تک حضور ﷺ کی شریعت و سیرت جاری و ساری رہے گی اس وقت تک اس شہادت کا تذکرہ زندہ و تابندہ رہے گا۔ اس کی بہت بڑی وجہ صاحب شہادت کی وہ نسبت ہے جو انہیں اپنے نانا نبی خاتم الزماں سے تھی یہ بلندی و عظمت اس وجہ سے ہے کہ جہاں قرآن نے آپ ﷺ کے لیے فرمایا کہ

ورفعنالك ذكرك.

تو جہاں حضور اکرم ﷺ کے ذکر کو اللہ نے رہتی دنیا تک کے لیے بلند کردیا وہاں پر آپ کے اس نواسے کی شہادت کے ذکر کو بھی تمام شہادتوں پر بلند فرمادیا کیونکہ اسی نواسے کے لیے آپ ﷺ نے فرمایا تھا کہ

حسین منی وانا من الحسین.

حضور ﷺ کے ارشاد گرامی میں حسین منی تو بہت واضح ہے کہ نواسہ اپنے نانا کی بدولت سے ہے لیکن حضور اکرم ﷺ کا یہ فرمانا کہ **انا من الحسین** (کہ میں حسین سے ہوں) سے مراد ہے کہ نبی اکرم ﷺ کے تمام فضائل و کمالات کا ظہور حسین علیہ السلام کی ذات مبارکہ سے ہوگا اور یہ نواسہ میری شریعت کو زندہ رکھنے کی نہ صرف اپنی جان کا نذرانہ پیش کرے گا بلکہ اپنے اہل بیت و اصحاب کو خدا کی بارگاہ میں پیش کردیا اور یہ ثابت کردیا کہ شہادت کی روح خدا کے راستے میں جاں قربان کردینا ہے۔

تاریخ عالم کا مطالعہ کریں تو معلوم ہوتا ہے کہ بے شمار بانیان ادیان انسانیت کی راہنمائی کے لیے مبعوث ہوئے لیکن جتنی کامیابی بحیثیت راہبر حضور اکرم ﷺ کو ملی اس کی نظیر نہیں ملتی اور اسی قدر آپ کی سیرت پر معلومات کا ذخیرہ اور تفصیل موجود ہے ان کی خلوت و جلوت غرضیکہ کوئی پہلو بھی نہاں نہیں۔ لہذا جس طرح آپ کی سیرت عظمٰی ایک منفرد حیثیت رکھتی ہے اسی طرح دنیا میں وقوع پذیر ہونے والی شہادتوں میں شہادت حسین کو جو مقام حاصل ہوا وہ لازوال اور لافانی ہے کیونکہ پروردگار عالم نے جس طرح نبی کریم ﷺ کے تذکرے کو بحیثیت خاتم النبیین زندہ و جاوید رکھا اسی طرح آپ کے نواسے کی وہ قربانی جو نانا کی شریعت کی بقا کے لیے دی گئی اس شہادت کو شہادت عظمٰی کا درجہ نصیب ہوا اس کے علاوہ اس شہادت کی ایک منفرد خوبی یہ بھی کہ نبی کریم ﷺ نے اپنی زندگی میں اس کی تفصیلات بتادی تھیں اور اہل بیت رسول کے علاوہ اصحاب رسول بھی قبل از وقت اس سے باخبر تھے۔

واقعہ کربلا محض ایک تاریخی واقعہ نہیں بلکہ اس واقعہ میں اصل اہمیت اس مقصد کی ہے جس کی خاطر امام حسینؑ نے یہ قربانی پیش کی۔ شہادت حسین ہمیں بہت سے پیغام دیتی ہے جیسا کہ دنیوی اقتدار ابدی کامیابی کا ضامن نہیں۔ یزید جو کہ دنیا کی چند روزہ اقتدار میں مست ہوکر تکبر، گھمنڈ اور طاقت کے نشے میں چور ہوکر اپنی مکارانہ چالوں سے دین الٰہی سے بغاوت کرکے دنیوی طمع و لالچ میں مبتلا ہوکر ایمان کے مقابلے میں اپنی ذاتی خواہشات کا سودا کر بیٹھا تو خانوادہ رسول پر ظلم و جور کی انتہا کردی کہ نہ صرف رسول ﷺ کے خاندان کے مردوں کو شہید کیا بلکہ ان کی عترت کے ساتھ سرِ بازار بدسلوکی اور آج اگر نام زندہ جاوید ہے تو حسینؑ کا

ہے یزید کا نام ظلم و جور اور بربریت کا استعارہ بن گیا۔

اس شہادت سے ایک اور پیغام ملتا ہے جو کہ عملی جدوجہد کا پیغام ہے کہ حسین علیہ السلام کی محبت صرف رسموں کو نبھانے کا نام نہیں بلکہ ان کی سنت پر عمل کرنے کا نام ہے اور رسم شبیری ادا کرنے کا نام ہے۔ جس کے لیے اقبال بھی کہہ اٹھے کہ

نکل کر خانقاہوں سے ادا کر رسم شبیری

یہ رسم شبیری کیا ہے۔ رسم شبیری باطل کے خلاف سینہ سپر ہونے کا نام ہے۔ ظالم بادشاہ کے خلاف کلمہ حق بلند کرنے کا نام ہے جب نبی کی شریعت میں ردو بدل کیا جانے لگے تو رسم شبیری ادا کرتے ہوئے اپنے خاندان و اصحاب کے ساتھ باطل کے سامنے ڈٹ جانا چاہئے۔ نبی کی شریعت کے تقدس کو پامال ہونے سے بچایا جائے چاہے اپنی لاشیں ہی گھوڑوں کی ٹاپوں سے پامال کردی جائیں نبی کی عترت نے جس طرح بازاروں اور درباروں میں حق کی آواز بلند کی اسی جذبے سے باطل کے خلاف آواز بلند کرکے یزیدیت کے منہ پر طمانچہ مارنا ہی رسم شبیری ہے اور امام عالی مقام کی شہادت ہم سے یہی تقاضا کرتی ہے کہ میری محبت کے رسمی تقاضے نبھانے کی بجائے میدان عمل میں نکل کر اسلام کا نام سربلند کرتے ہوئے تن من دھن کی قربانی دو۔

اس کے علاوہ شہادت حسینؑ ہمیں امن کا پیغام دیتی ہے کیونکہ امام عالی مقامؑ نے جس دین کو بچانے کے لیے قربانی دی وہ امن کا دین ہے، سلامتی کا دین ہے۔ جس مہینے میں یہ قربانی دی گئی وہ مہینہ حرمت کا مہینہ ہے جس میں قتل و غارت گری اور فتنہ و فساد ممنوع ہے۔ یہاں تک کہ اپنے دشمنوں کے ساتھ ہی امن آشتی اور امن و صلح کا حکم ہے نہ کہ کلمہ گو آپس میں ہی ایک دوسرے کے خون کے پیاسے ہوجائیں جنگ اور فتنہ وفساد برپا کریں۔

لہذا شہادت حسینؑ میں تمام مسلمانان عالم کے لیے یہی پیغام ہے کہ حسینیت محرم الحرام کی رسوم و رواج کو نبھانے کا نام نہیں بلکہ میدان عمل میں نکل کر یزید وقت کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالنے کا نام ہے۔ حسینیت ایک دوسرے کی عبادتگاہوں کو مسمار کرنے کا نام نہیں بلکہ شریعت محمدی کی سربلندی کے لیے قربانی دینے کا نام ہے۔ حسینیت منافقانہ رویے کا نام نہیں بلکہ ببانگ دہل حق کی آواز بلند کرنے کا نام ہے۔

حسینیت کا تقاضا ہے کہ یزیدی کرداروں کے سامنے حسینی سپاہ کے سپاہی بن کر علی کی ذوالفقار لہرادی جائے تاکہ یزیدیت کے تمام بت پاش پاش ہوجائیں۔ حسینیت امن کے پیغام کو عام کرنے کا نام ہے نہ ایک دوسرے پر کفر کے فتوے صادر کرکے گلے کاٹے جائیں۔ معاشرے میں جنگ اور فتنہ وفساد کا بازار گرم کیا جائے۔

حسینیت ایک ایسا عالمگیر پیغام جس کو مختلف مذاہب کے ماننے والوں نے بھی سنا جبکہ آج کا مسلمان پوری دنیا کے سامنے مذاق بن چکا ہے۔ مسلمان کا نام سنتے ہی لوگوں کے ذہنوں میں دہشت گرد کا تصور ابھرتا ہے۔ ایسا کیوں ہے ہمیں بحیثیت مسلمان اس پر تفکر و تدبر کرنے کی ضرورت ہے۔ عصر حاضر میں پیغام حسینؑ کو اجاگر کرتے ہوئے اس کی روح کو زندہ کرنے کی ضرورت ہے وہ روح شہادت جو عالمگیر ہے اور لافانی و ابدی ہے۔

☆☆☆☆☆

سلام بحضور شہدائے کربلا

کربلا میں دینِ حق کے پاسداروں کو سلام
تا ابد ان فاطمہ زہراؑ کے پیاروں کو سلام
روز عاشورہ ہوئے کس شان سے تجھ پر فدا
سید مظلوم تیرے جانثاروں کو سلام
کربلا کی خاک کو رنگیں لہو سے کر گئیں
فاطمہ زہراءؑ کی ان اجڑی بہاروں کو سلام
سو گئے عباس و قاسم، اکبر و اصغر جہاں
خوں بھری اُن وادیوں اور رہگزاروں کو سلام
دن ڈھلے جو برسرِ نیزی ہوئے جلوہ نما
لشکرِ اسلام تیرے شہ سہواروں کو سلام
کربلا کی خاک کو خاک شفا جو کرگئے
اُن شہیدانِ وفا کے سب مزاروں کو سلام
معنی ذبح عظیم اے وارث پیغمبراں
اے ذبیح کربلا تیرے شعاروں کو سلام

(ڈاکٹر فرخ سہیل)

کربلا کچھ نہیں ہے بجز اک نام .... نام میں روشنی حسین سے ہے

عظمتِ رفتہ کی بحالی اُسوہ حسینیؑ میں پنہاں ہے

حضرت امام حسینؓ نے دینی غیرت و حمیت زندہ کرنے کے لئے عظیم قربانیاں دیں

(مصباح عثمان، ریسرچ سکالر FMRi)

ہر سال کی طرح اب کے برس بھی ماہِ محرم الحرام کا چاند پیغامِ شہادتِ امام حسین علیہ السلام لے کر طلوع ہو رہا ہے کہ نواسہ رسولﷺ امام حسین علیہ السلام نے حق کی راہ میں کس شان کے ساتھ اپنی جان کا نذرانہ پیش کیا اور پرچمِ اسلام کو تا قیامِ قیامت سر بلند کر دیا اور رہتی دنیا تک ریگِ زار کربلا پر یہ پیغام رقم کر دیا کہ حق کی خاطر ڈٹ کر باطل کے خلاف آواز بلند کرنے والے اور اس راہ میں اپنی جان کے نذرانے پیش کرنے والے کبھی مُردہ نہیں ہوتے بلکہ ہمیشہ نشانِ حق بن کر تاریخ کے ماتھے کا جھومر بنے رہتے ہیں۔ ان کی نسبت سے وہ سرزمین بھی رشکِ ملائک بن جاتی ہے جہاں وہ شہادت کا جام نوش کرتے ہیں۔

کربلا کچھ نہیں ہے جز اک نام
نام میں روشنی حسینؑ سے ہے

ذکرِ شہادتِ امام حسین علیہ السلام ہر دردمند دل کو تڑپا دیتا ہے، ہر آنکھ نم ہو جاتی ہے، نگاہوں میں وہ منظر آ جاتا ہے کہ جب خانوادہ نبوت کے شہزادوں، شہزادیوں اور اصحاب کا قافلہ سالارِ قافلہ مصطفوی امامِ عالی مقام حضرت امام حسین علیہ السلام کی قیادت میں مدینہ سے کربلا کی جانب روانہ ہوا اور راستے کی صعوبتیں برداشت کرتے کرتے بالآخر کرب و بلا کی اس سر زمیں پہ آ پہنچا جس کی خبر نبی آخر الزماں حضرت محمد ﷺ نے اپنی زبانِ اقدس سے دی تھی کہ اس کربلا کی زمین پر میرا شہزادہ، میرا حسین شہید کر دیا جائے گا۔ حدیث مبارکہ ہے۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

اخبرنی جبرئیل ان ابنی الحسین یقتل بعی بارض الطف. (طبرانی، المعجم الکبیر، ۳:۱۰۷)

مجھے جبرئیل امین نے خبر دی کہ میرا بیٹا حسین میرے بعد زمینِ طف میں قتل کر دیا جائے گا۔

آپ علیہ السلام کو اپنی زندگی میں ہی اس شہادت کی خبر مل گئی تھی کہ آپ علیہ السلام شہید ہوں گے۔ حضور نبی اکرم ﷺ کی اسی پیشین گوئی کی وجہ سے آپ علیہ السلام کی شہادت دنیا میں ہونے والی دیگر شہادتوں سے الگ اور منفرد ہے اور مزید یہ کہ اس میں شہید ہونے والوں کی حضور نبی اکرمﷺ سے خاص نسبتیں ہیں پھر یہ کہ یہ داستان شہادت گلشن نبوت کے اسی ایک پھول پر مشتمل نہیں بلکہ یہ سارے کے سارے گلشن کی قربانی ہے۔ واقعہ کربلا کرب و بلا کی تپتی ہوئی سرزمین پر گلشن نبوت کی بیسیوں معصوم کلیوں اور پھولوں کے مسلے جانے کی داستان ہے۔

آیا نہ ہو گا اس طرح حُسن شباب ریت پر
گلشنِ فاطمہؓ کے تھے سارے گلاب ریت پر
آلِ رسول کے سوا کوئی نہیں کھلا سکا
قطرۂ آب کے بغیر اتنے گلاب ریت پر

کربلا کی زمین پر حضرت امام حسین علیہ السلام نے احیائے دین کا علم بلند کیا اور امت محمدی میں دینی غیرت و

حمیت زندہ کرنے کیلئے اپنا سب کچھ قربان کر دیا تا کہ نانا کے دین کو تحفظ نصیب ہو، اخلاقی اقدار جنہیں یزید پامال کر رہا تھا ان کی پاسداری ممکن ہو، احترام انسانیت کو بقا نصیب ہو دین مصطفیٰ کی اصل روح کی حفاظت ہو اسلام کے نظام مشاورت وجمہوریت کو دوام ملے مظلوموں کو قیامت تک ہر ظالم و جابر کے خلاف آواز حق بلند کرنے کا حوصلہ ملے محکوموں کو اپنے حقوق کی جنگ لڑنے کا درس ملے ظلم وجبر پر مبنی نظام یزیدیت کے خلاف اٹھ کھڑے ہونے کا جذبہ ملے۔ اخلاقی اقدار کا احیاء ممکن ہو، دین اسلام کی امن پسندی اعتدال پسندی محبت و رواداری جیسی عظیم روایات کا تحفظ یقینی ہو۔ آپ نے امتِ مصطفیٰ کو جینے کا سلیقہ اور قرینہ عطا کیا۔

آج ہمارا معاشرہ زوال کا شکار ہے۔ اخلاقی قدریں پامال ہو رہی ہیں۔فسق و فجور، قتل و غارت گری، شراب نوشی، حرام خوری، بدکاری، سود خوری، دھوکہ دہی، بددیانتی جیسے رذائل ہمارے معاشرے کو دیمک کی طرح کھا رہے ہیں۔ انہی اخلاقی رذائل کی بدولت ہم ہر سطح پر پستی کا شکار ہیں۔ اگر حقیقت کے آئینے میں دیکھا جائے تو یہ واضح ہو گا کہ یہی وہ بد خصلتیں تھیں جس کا علم بردار یزید تھا اور وہ ایسے ہی نظام کا خواہاں تھا جہاں ظلم و جبر عام ہو اور عدل و انصاف ناپید ہو۔ اپنے مذموم عزائم کے حصول کے لئے اس نے امامِ عالی مقام علیہ السلام کو کربلا میں محصور کر کے ظلم کے ذریعے مجبور کرنے کی ناپاک جسارت کی لیکن قربان جائیں امامِ عالی مقام پر جنہوں نے اپنے نانا ﷺ کے کندھوں کی سواری کی لاج رکھی، جنہوں نے زبانِ مصطفیٰ ﷺ چوسنے کا حق ادا کیا،، جنہوں نے خونِ بتول سلام اللہ علیہا کی لاج رکھی، جنہوں نے حیدرِ کرار علیہ السلام کا لختِ جگر ہونے کا ثبوتِ باہم فراہم کیا اور یزیدِ لعین کے تمام باطل منصوبہ کو خاک میں ملا دیا اور احیائے دین کے لئے نہ صرف خود کو بلکہ اپنے تمام گھرانے کو قربان کر دیا۔ آپ نے یہ ثابت کیا کہ حق کی خاطر جان تو دی جا سکتی ہے مگر کسی قیمت باطل سے سمجھوتہ ممکن نہیں۔آپ نے خود کو راہِ خدا میں قربان کر کے انسانیت کو نئی زندگی عطا کی۔

ہر دور میں آوازِ حق بلند کرنے والے امام حسین علیہ السلام کی ذات مبارکہ اور سیرتِ مطہرہ سے رشدوہدایت حاصل کرتے رہے ہیں۔ عصرِ حاضر میں بھی امتِ مسلمہ کے مجموعی مسائل کا حل اسوہ شبیری علیہ السلام میں پوشیدہ ہے۔آج اگر ہم اپنی اصلاح چاہتے ہیں اور زمانے میں عروج اور آخرت میں سرخرو ہونا چاہتے ہیں تو سب سے پہلے ہمارے اوپر لازم آتا ہے کہ بلا تفریق فرقہ و مسلک امامِ حسین علیہ السلام کی ذات اقدس سے محبت و مودت کو اپنی زندگی کا لازمی جزو بنائیں کیوں کہ آپ علیہ السلام کی محبت کے بغیر خدا اور رسول ﷺ کی محبت اور توجہ بھی نصیب نہیں ہوتی۔ جیسا کہ حدیث مبارکہ میں ہے۔حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

حسین منی و أنا من حسین، أحبّ الله من أحبّ حسیناً، حسین سبط من الأسباط.

(ترمذی، السنن،۵: ۶۵۸، رقم:۳۷۷۵)

حسین مجھ سے ہے اور میں حسین سے ہوں۔ اللہ اس سے محبت کرے جو حسین سے محبت کرتا ہے، حسین میری نسلوں میں سے ایک نسل ہے۔

یہی محبت ہمیں اتباع کی جانب لے آئے گی اور جب محبت اور اتباع کامل ہو جائیں تو پھر دنیا کی کوئی طاقت ہمیں باطل یزیدی نظام کے خلاف آوازِ حق بلند کرنے اور حق کا پرچم لہرانے سے روک نہیں سکتی۔ کیوں کہ واقعہ کربلا صرف ایک واقعہ نہیں ہے یہ حریت، خودداری، جرات و شجاعت اور ایثار و قربانی کی ایک ایسی عظیم داستان ہے جس سے تا قیامِ قیامت انسانیت ہدایت پاتی رہے گی۔

المختصر! حسینؑ ایک فکر ہے۔حسین حق و باطل میں سمجھوتہ نہ کرنے کا نام ہے۔آج بھی ریگ زارِ کربلا سے آواز اٹھ رہی ہے کہ ہے کوئی اسلام کی عظمت و رفعت کی خاطر اپنی جان کو قربان کرنے والا جو اس دورِ زوال میں یزیدِ وقت کے خلاف آواز حق بلند کرے اور اسوہ شبیریؑ کا پرچم عالم میں لہرائے۔

یزیدِ عصر نئی کربلا کے درپے ہے
جبینِ وقت پہ شبیر لکھ دیا جائے

☆☆☆☆☆

”ہم بدلیں گے تو پاکستان بدلے گا“

قائداعظمؒ نے فرمایا: نظریہ پاکستان کے مقاصد کی تکمیل ہماری اصل منزل ہے

باصلاحیت، باکردار اور ولولہ انگیز قیادت قوم کی ناؤ کو کنارے لگا دیتی ہے

لیڈر قوم کی پہچان ہوتا ہے اور قوم لیڈر کی

آسیہ سیف قادری

وطن عزیز پاکستان کا 71 واں یوم آزادی سب کو بہت بہت مبارک ہو۔ قوموں کی زندگی میں یوم آزادی بڑی اہمیت کا حامل ہوتا ہے۔ یہ تجدید عہد وفا کا دن ہوتا ہے یہ دن سفر آزادی کے آغاز و ارتقاء کی یاد دلاتا ہے۔ آزادی کا سفر وفاؤں کا، بے شمار قربانیوں کا، عظیم الشان شہادتوں کا اور انتھک جدوجہد کا سفر ہوتا ہے یہ یوم آزادی جو 14 اگست 1947ء کو تاریخ عالم میں وجود پاکستان کی نوید لے کر آیا اور یوں دنیا کے نقشے پر ایک آزاد مسلم ریاست معرض وجود میں آگئی۔

ہمارے نام سے ہوں گی روایتیں زندہ
ہمارے حصے میں پرچم وفا کا آیا

بے شک وطن عزیز کا یہ سبز ہلالی پرچم وفاؤں کا پرچم ہے ماؤں کی نواؤں کا پرچم ہے یہ عطائے رب کریم پرچم ہے میرے دیس کا پرچم جب اقوام عالم کے پرچموں کے درمیان لہراتا ہے تو اس کی سربلندی اور وقار و جمال پر قدرت کی ساری رنگینیاں نثار نظر آتی ہیں۔ ہمالیہ کے فلک بوس پہاڑ بھی اس کی عظمتوں کے آگے سرنگوں ہوجاتے ہیں۔

جان و دل نثار کرتے ہیں اے وطن
ہم تجھ سے پیار کرتے ہیں
تیرے پرچم وفا کی سربلندی کی خاطر
ہم اپنی ساری خوشیاں نثار کرتے ہیں

یوم آزادی کے اس پر سعید موقع پر ہم خراج عقیدت پیش کرتے ہیں اپنے ان عظیم اسلاف کو جملہ قائدین تحریک کو اور اپنے عظیم قائد قائداعظم محمد علی جناح کو کہ جن کی محبتوں، کاوشوں اور بے انتہا قربانیوں کے بدلے میں قیام پاکستان ممکن ہوا۔

یوں دی ہمیں آزادی کہ دنیا ہوئی حیران
اے قائداعظم تیرا احسان ہے احسان

قائداعظم محمد علی جناح کی بے لاگ قیادت نے برصغیر پاک و ہند کے مسلمانوں کی تقدیر بدل کر رکھ دی یہ آپ کی ولولہ انگیز قیادت کا نتیجہ تھا کہ صرف چند سالوں میں مسلمانوں نے اپنے لیے علیحدہ وطن پاکستان حاصل کرلیا۔ قوموں کی تقدیر بدلنے کے لیے صدیاں درکار ہوتی ہیں مگر جب جذبے سچے ہوں اور قیادت بے لوث ہو تو ایسے معجزات رونما ہوہی جاتے ہیں۔ قائداعظم محمد علی جناح اس وقت کے مسلمانوں کی امیدوں کا مرکز محور تھے آپ نے بھی مسلمانوں کی اپنی ذہانت و فطانت، کردار کی لیاقت، گفتار کی صداقت، علم کی طاقت اور حکمت و تدبر کے بل بوتے پر بیک وقت دو مکار دشمنوں انگریزوں اور ہندوؤں کا ڈٹ کر مقابلہ کیا اور انہیں ہندوستان کی تقسیم پر مجبور کردیا ایک انگریز لیڈر کو یہ کہنے پر مجبور کردیا کہ اگر مسلم لیگ میں ایک محمد علی جناح نہ ہوتا تو پاکستان کبھی وجود میں نہ آتا۔

لیڈر قوم کی پہچان ہوتا ہے اور قوم لیڈر کی، جہاں باصلاحیت، باکردار اور ولولہ انگیز بے لوث قیادت قوم کی ناؤ کو کنارے لگا دیتی ہے تو اس کے برعکس نااہل بے کردار قیادت ملک و قوم کو تباہ و برباد کرکے رکھ دیتی ہے یوں تو ہر فرد ملت

کے مقدر کا ستارہ ہوتا ہے قطرہ قطرہ مل کر دریا بنتا ہے ایک ایک اینٹ ملتی ہے تو عمارت مکمل ہوتی ہے اسی طرح آزادی کی جدوجہد میں لاکھوں مسلمانوں کی قربانیاں بھی شامل ہیں نجانے کتنی سہاگنوں کے سہاگ لٹ گئے کتنی ماؤں کے لال شہادت کا جام نوش کر گئے ہزاروں بچے یتیم ہوگئے سینکڑوں گھر جلا دیئے گئے ایک آگ اور خون کا دریا تھا جسے مسلمانوں نے پار کیا اور ایک آزاد وطن اور خود مختار اسلامی ملک حاصل کیا۔ جدوجہد آزادی کے اس عظیم سفر میں میر کارواں کے ساتھ ساتھ ایک ایسی ہستی نے بھی قوم کے ملی شعور کو اجاگر کرنے اور انہیں خواب غفلت سے بیدار کرنے میں نہایت اہم کردار ادا کیا وہ جو خالق فکر پاکستان ہیں میری مراد ہے شاعر مشرق حکیم الامت حضرت علامہ ڈاکٹر محمد اقبال ہیں کہ جن کی ولولہ انگیز، بامقصد اور فکر انگیز شاعری نے غلامی کی زنجیروں میں لپٹی قوم کو خواب غفلت سے بیدار کرتے ہوئے فلسفہ خودی و حریت سے آشنا کیا آپ نے محکوم قوم کو بتایا کہ آزادی بیش بہا نعمت ہے ایک غلام قوم کی کوئی عزت وآبرو نہیں ہوتی غلام قوم کی تمام صلاحیتیں، عقل و تدبیریں، علم وحکمت سب بے کار ہوتا ہے۔ بقول علامہ اقبال

غلامی میں نہ کام آتی ہیں شمشیریں نہ تدبیریں
جو ہو ذوق یقین پیدا تو کٹ جاتی ہیں زنجیریں

الغرض آپ نے قوم کو جھنجھوڑتے ہوئے بار بار یہ احساس دلایا کہ تمہارا مذہب دین، ایمان، اسلام تمہاری عزت و آبرو، جان و مال سب کی سلامتی اور بقا کے لیے آزاد وطن کا حصول ناگزیر ہے اور یوں آپ کی شاعری نے خون مسلم کو گرما دیا دل مسلم کو زندہ تمنا دے دی۔ خودی کا پیام دے کر حیات جاوداں عطا کردی۔ عشق مصطفیٰ ﷺ کا جذبہ اجاگر کرکے فاقہ کش کو موت سے بیگانہ کردیا۔

خودی کے زور سے دنیا پہ چھا جا
مقام رنگ و بو کا راز پا جا

آزادی کی جدوجہد اپنی منزل کے قریب پہنچ گئی اور وہ پاکستان جس کا خواب اقبال نے دیکھا جس کی تعبیر قائداعظم نے فرمائی مگر اس کی تکمیل ابھی باقی ہے قیام پاکستان صرف ہماری منزل نہیں بلکہ نظریہ پاکستان کے مقاصد کی تکمیل اصل منزل ہے۔ قائداعظم نے قیام پاکستان کا مقصد بتاتے ہوئے فرمایا کہ ہم نے پاکستان کا مطالبہ صرف ایک خطہ زمین کے حصول کے لیے نہیں کیا تھا بلکہ ایک ایسی تجربہ گاہ حاصل کرنا تھا جہاں ہم اسلام کے اصولوں کو عملی طور پر آزما سکیں۔

گویا پاکستان کا مطلب کیا؟ لا الہ الا اللہ فقط ایک نعرہ نہیں تھا بلکہ ایک عظیم نصب العین کے حصول اور منزل کی نشاندہی کا کھلم کھلا اعلان تھا۔ پاکستان کو اسلام کا قلعہ بنانے کے لیے قائم کیا گیا تھا اسلام اس کا تشخص، قرآن اس کا دستور اور سیرت وسنت رسول کی تہذیب و ثقافت کی آئینہ دار ٹھہری، عدل و انصاف، اخوت و مساوات، جمہوریت و مشاورت اور امن وخوشحالی کا قیام اس ریاست کے بنیادی مقاصد قرار پائے لیکن افسوس صد افسوس آج 71 سال کا عرصہ بیت گیا لیکن پاکستان نہ ہی صحیح معنوں میں ہم اسلام کا قلعہ بناسکے نہ اسلامی نظام نافذ کرسکے نہ معاشرے میں عدل و انصاف کو بول بالا قائم کرسکے۔ اس کے برعکس ہم بحثیثیت قوم ہر زاویہ زندگی میں پسماندگی اور زوال کا شکار ہوگئے۔ قلمی میدان میں ہماری شرح خواندگی نہایت ابتر ہے۔ معیشت تباہی کے دہانے پر کھڑی ہے اخلاقی قدریں پامال ہورہی ہیں جہاں امیروں کے لیے قانون اور ہے اور غریبوں کے لیے اور ہے جہاں ملک وقوم کا سرمایہ لوٹ کر کھانے والوں کو بڑی عزت و اعزاز کے ساتھ باہر روانہ کردیا جاتا ہے اور ایک شخص کو سائیکل کی عدم ادائیگی پر جیل کی سلاخوں میں بند کردیا جاتا ہے۔ جہاں قاتل سرعام دندناتے پھرتے ہیں اور بے گناہ لوگوں کو سولی پر چڑھا دیا جاتا ہے۔ جہاں امیروں کے بچوں کو نوکریاں ایک فون پر کنفرم ہوجاتی ہیں جہاں غریبوں کے بچے بے روزگاری سے تنگ آکر خودسوزی پر مجبور ہوجاتے ہیں جہاں نوجوانوں کے ہاتھوں میں قلم کی بجائے پستول آجائے جہاں عدل و انصاف کی دھجیاں اڑائی جارہی ہیں جہاں رہبر راہزن بن گئے جہاں محافظ لٹیرے بن گئے جہاں ملک وقوم کا سرمایہ لوٹنے والوں کو تخت و تاج کا وارث بنادیا جاتا ہے اور اہل باکردار باصلاحیت لوگوں کو سیاست و جاہ و منصب سے محروم کردیا جاتا ہے۔ کسی شاعر نے کیا خوب کہا:

خاک میں مل گئے نگینے لوگ
حکمران بن گئے کمینے لوگ

کسی دانا نے کیا خوب کہا۔ جب تم کسی شہر میں

چوروں کو حکمران بنتا دیکھو تو ان کی دو جہتیں ہوسکتی ہیں یا تو اس ملک کا سسٹم کرپٹ ہے یا وہاں کی عوام بے شعور ہیں میں کس پاکستان کی بات کروں جس کا وجود پارہ پارہ ہوچکا ہے جس کے نظریے کی دھجیاں اڑا دی گئی جس کے قرار داد مقاصد کو پس پشت ڈال دیا گیا جس کے صوبے تعصب کا شکار جس کا قومی اتحاد لخت لخت، جس کی معیشت بیسا کھیوں کا سہارا لیے ہوئے تو جس کی سیاست کرپشن و بدعنوانی کی لپیٹ میں گھر چکی ہے جہاں صدائے حق نہ سننے والا کوئی جہاں حق بات نہ کہنے والا کوئی بچا اس لیے میں تو کہتی ہوں یہاں کا سسٹم بھی کرپٹ ہو چکا ہے اور عوام بھی بے شعور ہے مفاد پرستی کی چادر اوڑھے خواب غفلت کے مزے لوٹ رہی ہے۔

یہاں بکتا ہے سب کچھ ذرا سنبھل کے رہنا
لوگ ہواؤں کو بھی بیچ دیتے ہیں غباروں میں ڈال کر

آج ہم دیکھتے ہیں کہ تاجر سے لے کر مزدور، استاد سے لے کر شاگرد، افسر سے لے کر کلرک، ایک چھابڑی فروش سے لے کر بس کنڈیکٹر تک ووٹر سے حکمران تک سب بدعنوانی کی روش کے مرتکب ہورہے ہیں بلکہ انہیں یہ احساس تک نہیں کہ وہ کچھ غلط کررہے ہیں۔

وائے ناکامی متاع کارواں جاتا رہا
کارواں کے دل سے احساس زیاں جاتا رہا

مگر سوال یہ ہے کہ یہ غفلت کب تک کب تک میری قوم محرومیوں کا شکار رہے گی کب تک غریب، غریب تر اور امیر امیر تر ہوتا رہے گا کب تک میری قوم کے ٹیلنٹ کی، میرے جوانوں کے میرٹ کی دھجیاں رشوت ستانی، تعصب اور اقرباء پروری کی وجہ سے اڑتی رہیں گی کب تک میری قوم کے باسی عدل و انصاف کی تلاش میں مارے مارے پھرتے رہیں گے؟ کب تک اس دھرتی کے بچے صاف پانی کی بوند بوند کو ترستے رہیں گے کب تک جعلی ڈگریوں والے وڈیرے، جاگیر دار، دھن دھونس اور دھاندلی کے ذریعے کرسی اقتدار پر براجمان رہیں گے آخر کب تک؟

اٹھو! وگرنہ حشر ہوجائے گا
تمہاری داستان تک نہ ہوگی داستانوں میں

آج ضرورت اس امر کی ہے کہ نظریہ پاکستان کو از سرنو اجاگر کیا جائے حسینی فکر و فلسفہ کو عام کیا جائے اپنے سیرت و کردار پر مصطفویت اور حسینیت کی چھاپ لگائی جائے بدعنوانی کا علاج تقویٰ قانون کی بالادستی معاشرتی عدل وانصاف، انسانی مساوات، اخوت و ہمدردی کا بول بالا کیا جائے۔

دین کے پیالے میں تھا شہد پیار کا
ظالموں نے بانٹا زہر گھول گھول کے

الغرض قوم کو آج بھی قائداعظم جیسی قیادت، کسی مسیحا اور کسی نجات دھندہ کی ضرورت ہے اور اس بھولی بھٹکی قوم کو کب اپنا رہبر و رہنما میسر آئے گا۔ کیونکہ بقول اقبال

اگر کوئی شعیب آجائے میسر
شبانی سے کلیمی دو قدم ہے

اللہ کی رحمت سے مایوس ہونے کی ضرورت نہیں اللہ تعالیٰ نے ہر دور میں فرعون کے لیے موسیٰ اور یزید کے لیے حسینؑ پیدا کر رکھا ہے۔ بس ہمیں پہچان نصیب نہیں ہوتی اور اگر پہچان ہو بھی جائے تو قدر نہیں ہوتی۔

جیسا کہ اس دور پر زوال میں مردقلندر، مردحق شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کی ذات ہے جو ہمہ جہت شخصیت کے حامل ہیں جنہوں نے دعوت وتبلیغ کے ذریعے پورے عالم اسلام میں اسلام کا بول بالا کیا وقت کے یزیدوں کو للکارا اور مصطفوی انقلاب کو اپنی منزل قرار دیا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ایسی عظیم قیادت کو سمجھنے اور ان کا دست و بازو بننے کی توفیق عطا فرمائے۔

اپنا تو شیوہ ہے اندھیروں میں جلائے ہیں چراغ
ان کی حسرت ہے زمانے میں یونہی رہے رات

جب تک ہم بحیثیت قوم انفرادی اور اجتماعی سطح پر اپنے فکر ونظر کو انقلاب آشنا نہیں کریں گے جب تک برائی کے خاتمے کے لیے اپنی زبان اور قوت کا استعمال نہیں کریں گے معاشرے سے بدعنوانی اور کرپشن کا خاتمہ ممکن نہیں ہمیں اپنی سوچ کو بدلنا ہوگا۔ اپنے کردار میں پختگی لانا ہوگی اپنے عمل میں اخلاص وللّٰہیت کا رنگ چڑھانا ہوگا۔ ہاں پھر بدلے گا پاکستان پھر امن وخوشحالی کا دور دورہ ہوگا۔ جب ہر سو عدل و انصاف کا بول بالا ہوگا جب مصطفوی انقلاب کا سویرا طلوع ہوگا۔

کردار بدلے گا، سوچ بدلے گی
ہم بدلیں گے، پاکستان بدلے گا

☆☆☆☆☆

تحریک پاکستان میں طلباء کا کردار

تحریک پاکستان میں نوجوان بانی پاکستان کی سب سے بڑی طاقت تھے

پاکستان کی ترقی کے لیے نوجوانوں کا تعلیم یافتہ اور ہنر مند ہونا ضروری ہے

تحریک پاکستان کی طرح تعمیر پاکستان میں بھی طلبہ کا کردار کلیدی ہے

تحریم رفعت

افراد کے ایک ایسے گروہ کو معاشرہ کہا جاتا ہے کہ جس کی بنیادی ضروریاتِ زندگی میں ایک دوسرے سے مشترکہ روابط موجود ہوں، یعنی رنگ برنگے گلوں اور نوع بنوع اشجار سے مزین ایک گلشن، جہاں ہر کوئی اپنے حصے کی خوشبو بکھیرے اور تزئین گلستاں کی خاطر ہر قسم کی قربانی کے لیے تیار ہو۔

معاشرے میں طلبہ کا کردار انتہائی اہم ہوتا ہے، طلبہ قوم کا قیمتی سرمایہ ہوتے ہیں، اپنے معاشرے کا مغز ہوتے ہیں۔اپنے سماج کا آئینہ ہوتے ہیں اور سوسائٹی کا عظیم اثاثہ ہوتے ہیں۔معاشرے کی نشونما، معاشرے کی بقا اس کی صلاح و فلاح، اس کا مستقبل انہی کے دامن سے وابستہ ہوتا ہے۔ طلبہ خوبصورت معاشرے کے معمار بھی بن سکتے ہیں اور اس کو مسمار بھی کرسکتے ہیں۔اگر طلبہ کا ذہن گمراہ ہوگیا تو سارا معاشرہ گمراہ ہو جائے گا۔اگر طلبہ کا ذہن روشن نہ ہوا تو معاشرے کا دماغ کبھی روشن نہ ہو سکے گا۔ اگر طلبہ کا کردار غلط ہوا تو قوم کا کردار بھی صحیح نہیں ہوسکتا، معاشرے کی ذہنی نشونما اور فکری ارتقا کا دارومدار طلبہ پر ہے، الغرض معاشرے کی تابنا کی وتاریکی دونوں انہی کے حال پر منحصر ہوتا ہے۔

نوجوان طلبہ کسی بھی ملک کا سب سے بڑا سرمایہ ہوتے ہیں یہی سبب ہے کہ زندہ قومیں اپنے نوجوان طلبہ (نوجوانوں) کو مستقبل کا معمار سمجھتی ہیں۔ انفرادی طور پر ہر ملک کے نوجوان اپنے ملک کا نام روشن کرتے ہیں لیکن اجتماعی طور پر برصغیر کے مسلمان نوجوانوں اور طلبہ نے تحریک پاکستان میں جو کارنامے نمایاں سر انجام دیئے تاریخ عالم میں ان کی مثال نہیں ملتی۔

بانی پاکستان قائد اعظم محمد علی جناح نے نوجوانوں میں ایک آزاد الگ وطن حاصل کرنے کی نئی روح پھونکی تو تحریک پاکستان میں غریب نوجوان بھی تھے اور امیر گھرانوں کے نوجوان بھی، لیکن آزادی کی تڑپ اور حصول پاکستان کی لگن ان سب کے سینوں میں برابر کی تھی، ان کی جدوجہد ایک تھی، ان کا مقصد ایک تھا۔تحریک پاکستان میں لاکھوں مسلم نوجوان قائداعظم محمد علی جناح کی سب سے بڑی طاقت تھے۔حصول پاکستان کیلئے نوجوانوں نے جو نمایاں کردار ادا کیا وہی نواجوان اب استحکام پاکستان میں بھی کسی قربانی سے دریغ نہیں کریں گے۔

قائداعظمؒ کا نوجوان نسل سے بہت گہرا رشتہ تھا۔ آپ کی شخصیت نوجوانوں بالخصوص طلبہ کیلئے باعث کشش، فکر و نظر کا منبع اور مقصدیت سے بھرپور تھی۔ آپ نے قوم کے معماروں کو ضائع ہونے دینے کی بجائے ان سے بھرپور فائدہ اٹھایا۔آپ نے انہیں ان کے اپنے اسلاف کے کارناموں سے روشناس کرایا۔ انہیں اتحاد اور تنظیم کیلئے ابھارا۔ ان کو پاکستان کی افادیت اور اہمیت کے پہلو سمجھائے اور مطالبہ آزادی کو اس طرح پیش کیا کہ ان میں اپنا کھویا ہوا ماضی دوبارہ حاصل کرنے کا جنون پیدا ہوگیا۔ وہ اپنا شاندار ماضی حاصل کرنے کیلئے ہمہ

تن گوش ہو گئے۔

تحریک پاکستان میں دو محاذوں پر کانگرس کو شکست فاش اٹھانا پڑی۔ قیادت کے محاذ پر قائداعظمؒ جیسا کوئی دماغ نہ تھا اور نوجوانوں کے محاذ پر جری، بے باک اور جان پر کھیل جانے والے نوجوان نہ تھے۔ یہ حقیقت ہے کہ تحریک پاکستان میں مسلمان نوجوانوں نے فیصلہ کن کردار ادا کیا۔ قائداعظم نے مسلمان نوجوانوں کی طاقت کو جس طرح منظم کیا اور جس انداز میں اسے منزل بہ منزل مقصود تک پہنچایا اس کی مثال دنیا کی کسی بھی ملک کی تاریخ آزادی میں نظر نہیں آتی۔ قیام پاکستان کے وقت دیکھنے میں آیا کہ کس طرح نوجوان نسل نے قائداعظم کا ہراول دستہ بن کر قائد اعظم کا پیغام اور تحریک پاکستان کا ایسا چرچا کیا کہ مخالفین کی ہوا اکھڑ گئی جس کی واضح مثال قیام پاکستان ہے۔

قائداعظمؒ کا نوجوان نسل سے بہت گہرا رشتہ تھا۔ آپ کی شخصیت نوجوانوں بالخصوص طلبہ کیلئے باعث کشش، فکر ونظر کا منبع اور مقصدیت سے بھرپور تھی۔ آپ نے قوم کے معماروں کو ضائع ہونے دینے کی بجائے ان سے بھرپور فائدہ اٹھایا

قائداعظم کی سب سے بڑی فتح یہ تھی کہ آپ مسلم نوجوانوں کے دلوں میں بستے تھے اور نوجوان اپنے قائد کے ایک اشارے پر سر پر کفن باندھے دوڑے آتے اور پھر اپنے قائد کے ساتھ مل کر انتہائی جانفشانی سے اپنا ٹارگٹ حاصل کرنے میں قائداعظم کے زیر سایہ کامیاب ہوئے۔

قائد اعظم نے صاف اور واضح الفاظ میں کہا تھا کہ مسلمان محض ایک اقلیت نہیں بلکہ ایک قوم ہیں۔ ان کی للکار کا غلغلہ ان ہالز اور ہوسٹلز میں گونجا جہاں مسلمان طلبہ پڑھتے تھے۔ انہوں نے اس آواز پر جوش و ولولہ کے ساتھ لبیک کہا اور اتنے متاثر ہوئے کہ مسلم قوم کی تعریف آل انڈیا مسلم اسٹوڈنٹس فیڈریشن کے سرکاری ہیڈ کے حاشیے میں چھاپ دی گئی۔

علامہ محمد اقبال 1930ء میں برصغیر کے مسلمانوں کے سامنے ایک الگ مملکت کا تصور پیش کر چکے تھے۔ ایک زیر تعلیم نوجوان چوہدری رحمت علی نے مجوزہ مسلم ریاست کا نام پاکستان تجویز کیا۔ اس کے بعد تمام طلبہ قائداعظم کی قیادت میں مسلم لیگ کے جھنڈے تلے جمع ہوئے اور آزادی کی جدوجہد میں مصروف ہوگئے۔ انہیں اپنے قائد پر پورا اعتبار تھا اور ان کے حکم کی تعمیل میں نوجوان طلبہ ہر قربانی کے لیے تیار تھے۔ اسی طرح جب 23مارچ 1940ء کو آل انڈیا مسلم لیگ کے اجلاس میں قرارداد لاہور جسے قرار داد پاکستان بھی کہا جاتا ہے کے ذریعے پاکستان کا مطالبہ پیش کیا گیا اور پھر 24مارچ کو یہ قرارداد منظور کی گئی تو اس طویل جدوجہد کا نیا موڑ آ گیا۔ تحفظات کی بھیک مانگنے اور دھتکارے جانے کا دور ختم ہوا اور پہلی مرتبہ 10 کروڑ مسلمانوں کے سامنے ایک صاف اور واضح مقصد آ گیا اور منزل کا تعین ہوگیا۔

جب قرارداد لاہور منظور ہوئی اس وقت مسلم اسٹوڈنٹس فیڈریشن کی شاخیں برصغیر کے تقریباً تمام صوبوں اور اہم شہروں میں قائم ہوچکی تھی۔ تاریخ شاہد ہے کہ طلبہ اپنی قوم کا فعال اور بیدار جزو تھے۔ انہوں نے قائداعظم کے جھنڈے تلے سامراج کے پنجے سے آزاد ہونے اور پاکستان حاصل کرنے کا تہیہ کر لیا تھا۔ اپنی روایت کے مطابق نوجوان طلبہ جی جان سے پاکستان کے لیے لڑے اور اس وقت تک چین سے نہیں بیٹھے کہ جب تک نئی آزاد مملکت وجود میں نہیں آ گئی۔

علی گڑھ مسلم طلبہ کا سب سے بڑا مرکز تھا اور قومی معاملات میں مرکزی کردار ادا کرنے کی استعداد رکھتا تھا۔ علی گڑھ میں مسلمان طلبہ کا ایک کیمپ منعقد ہوا۔ کیمپ کے دوران پاکستان کی مجوزہ اسکیم پر مختلف پہلوؤں سے بحث و مباحثہ ہوا اور مقالات پڑھے گئے۔ مسلم یونیورسٹی علی گڑھ کے کئی استادوں نے اس کیمپ میں نمایاں حصہ لیا۔ پاکستان کی تحریک شروع ہوئی تو بہت سے طلبہ نے جو برصغیر کے مختلف حصوں سے آئے تھے اپنی خدمات پیش کیں۔ پاکستان بننے سے پہلے ہی کچھ لڑکوں نے اپنے نام کے ساتھ خادم پاکستان لگا لیا، جوش وخروش کا عالم یہ تھا کہ ہم طلبہ پاکستان کے سپاہی ہیں اور ہائی کمان کی

طرف سے حکم کے منتظر ہیں کہ اسے فوراً بجا لائیں۔

تحریک پاکستان کی خاطر طلبہ نے فیصلہ کر لیا تھا کہ ہم پاکستان کی اسلامی سلطنت کے قیام کی کوشش میں اپنی جان دے دیں گے۔

میرا دشمن مجھے کمزور سمجھنے والا
مجھ کو دیکھے کبھی تاریخ کے آئینے میں
میں نے ہر عہد میں توڑا ہے رعونت کا طلسم
میں نے ہردور میں اک باب نیا لکھا ہے
میرا دشمن یہ حقیقت نہ فراموش کرے
بیعت ظلم وستم میری روایت ہی نہیں
مجھ کو میدان سے پسپائی کی عادت ہی نہیں
عرصہ بدر میں کردار نبی ہوتا ہوں
دشت کربل میں تو میں ابن علی ہوتا ہوں

آج کے دور میں پاکستان تعلیمی میدان میں بہت پیچھے ہے اور آبادی و جہالت کی نسبت ہمارا تعلیمی بجٹ نہ ہونے کے برابر ہے۔ پاکستان میں چند بڑے شہروں کے علاوہ کہیں بھی معیاری تعلیم کا انتظام نہیں ہے اور بڑے شہروں میں بھی تعلیم پر چند پرائیویٹ اداروں نے ایسا قبضہ جمانے کی سازش کی ہے کہ معیاری تعلیم غریب و متوسط طبقے کی پہنچ سے دور ہوگئی ہے۔ سرکاری سطح پر معیاری تعلیم کے فروغ کے بجائے ایسی پالیسیاں ترتیب دی گئی ہیں جو سراسر تعلیم دشمنی کے مترادف ہیں۔

ہمیں یہ بات اچھی طرح یاد رکھنی چاہئے کہ پاکستان زراعت و صنعت میں بھی اس وقت تک ترقی نہیں کرسکتا جب تک ہماری نوجوان نسل پڑھی لکھی و ہنرمند نہ ہو۔

تعلیمی بجٹ کا زیادہ تر استعمال انجینئر نگ کے شعبے کی ترقی پر خرچ ہونا چاہئے جس میں بیرون ممالک کی بہترین انجینئر نگ یونیورسٹیز سے معاہدے کرکے پاکستان میں انکے کیمپس تیار کرکے عام آدمی کیلئے اعلی معیاری تعلیم کا انتظام کیا جائے اور دنیا کے جدید ترین علوم کی پاکستان میں فراہمی کو یقینی بنایا جانا چاہئے۔

ہماری بدقسمتی ہے کہ دیہی علاقوں میں جاگیرداروں اور فرسودہ و جاہلانہ رسم و رواج نے اپنے اپنے علاقے کی عوام کو محصور کیا ہوا ہے اور اپنے زیر اثر علاقوں میں قائم اسکولوں کو اوطاق بنا رکھا ہے۔

قائد اعظمؒ جیسا کوئی دماغ نہ تھا اور نوجوانوں کے محاذ پر جری، بے باک اور جان پر کھیل جانے والے نوجوان نہ تھے۔ یہ حقیقت ہے کہ تحریک پاکستان میں مسلمان نوجوانوں نے فیصلہ کن کردار ادا کیا

تعلیمی بجٹ میں اضافے کے بعد ملک بھر کے اسکولوں میں ہشتم جماعت سے میٹرک تک کے طلباء کیلئے تکنیکی تعلیم کی لیبارٹریاں قائم کی جائیں اور ملک بھر میں روایتی تعلیم کیساتھ ساتھ پرائمری کے بعد تکنیکی تعلیم بھی لازمی قرار دی جائے تاکہ جب نوجوان میٹرک کرے تو اس وقت روایتی تعلیم کے علاوہ ایک ہنرمند شہری بھی ہو۔ اس کیلئے ضروری ہے کہ ہنگامی بنیادوں پر تمام سکولوں میں لیبارٹریاں قائم کرکے تکنیکی اساتذہ بھرتی کئے جائیں۔ دنیا بھر کے اکثر ممالک میں یہی نظام تعلیم رائج ہے اور جب بچہ اسکول سے فارغ ہوتا ہے تو ایک ہنرمند شہری ہوتا ہے۔ تکنیکی تعلیم میں ایئر کنڈیشننگ پلمبنگ الیکٹریشن میکنکل انجینئر نگ اور دیگر شعبے شامل ہیں۔ یہ نظام تعلیم رائج ہونے کے چند سال بعد ہی پاکستان میں نوجوانوں کی بے روزگاری میں زبردست کمی رونما ہو گی اور پاکستان دنیا بھر میں ہنرمند افرادی قوت کی فراہمی میں نمایاں مقام حاصل کرسکتا ہے جس سے زرمبادلہ کے ذخائر میں نمایاں اضافہ ہوسکتا ہے۔

لہذا ہرطالب علم کی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنی صلاحیت اورفن کے اعتبار سے اپنے معاشرے کی خدمت کرے اور اپنے حصے کا چراغ جلانے میں کوتاہی نہ کرے۔

عقابی روح جب بیدار ہوتی ہے جوانوں میں
نظر آتی ہے ان کو اپنی منزل آسمانوں میں

☆☆☆☆☆

محترمہ فاطمہ جناحؒ کی پاکستان اور قائداعظم کیلئے خدمات

فاطمہ جناحؒ نے خواتین کو بانی پاکستان کی قیادت میں متحد و منظم کیا

قائداعظم محمد علی جناحؒ نے فرمایا: فاطمہ میرے سیاسی کاموں میں میری انتھک ساتھی ہے اور میں ان کے مشوروں سے بھی مستفید ہوتا ہوں

مرتبہ: جویریہ سحر شیخ

قائداعظم کے بعد اگر کسی ایسی شخصیت کا ذکر مقصود ہو جس کی عدم موجودگی میں پاکستان کا قیام ناممکن ہوتا تو پورے یقین کے ساتھ محترمہ فاطمہ جناح کا نام لیا جاسکتا ہے۔ فاطمہ جناح نے قائداعظم کے ساتھ اپنی طویل رفاقت میں دوستی، برادرانہ محبت، خلوص، نگرانی، تیمار داری، خانہ داری اور مشاورت کا حق ادا کردیا۔ محترمہ فاطمہ جناح کی قربانیوں پر ایک طائرانہ نگاہ ڈالی جائے تو یہ بات روز، روشن کی طرح واضح ہوجاتی ہے کہ اگر فاطمہ جناح قائداعظم کے قریب نہ ہوتیں تو قائداعظم برصغیر کی سیاست میں وہ لافانی کردار ادا نہ کرسکتے جو انہوں نے کیا۔

1935ء میں قائداعظم کو آل انڈیا مسلم لیگ کا صدر منتخب کرلیا گیا اور اس طرح قائداعظم کی زندگی کا سب سے اہم دور شروع ہوا، قائداعظم کی ذمہ داریاں بڑھنے کے ساتھ ہی فاطمہ جناح نے گھریلو ذمہ داریوں کے ساتھ ساتھ سیاسی میدان میں بھی ایک انتہائی اہم ذمہ داری اپنے لیے مخصوص کرلی اور وہ تھی ہندوستان کی مسلم خواتین کو خواب غفلت سے بیدار کرنے کی ذمہ داری۔ انہوں نے مسلم لیگ اور کانگرس کے ہر جلسے میں شریک ہونا شروع کردیا۔

قائداعظم مسلم خواتین پر بعض ناروا پابندیوں کے بارے میں بہت متفکر رہا کرتے تھے اور کہا کرتے تھے کہ جس قوم کی نصف آبادی عضو معطل بن کر ایک طرف بیٹھی رہے وہ قوم کسی بھی عظیم تحریک کو کامیابی سے ہمکنار نہیں کرسکتی۔ فاطمہ جناح نے اسی خوابیدہ نصف آبادی کو بیدار کرنے کا بیڑا اٹھایا اور خواتین کی سیاسی، سماجی، معاشی، معاشرتی اور تعلیمی ترقی کے لیے کام شروع کردیا۔ انہوں نے سیاسی میدان میں اس قدر زیادہ محنت کی اور قائداعظم کو خواتین کی بیداری کی تحریک کے بارے میں ایسے ایسے حقائق سے آگاہ کیا کہ قائداعظم نے ایک سے زائد مواقع پر یہ کہہ کر اپنی بہن کو خراج تحسین پیش کیا:

’’فاطمہ میرے سیاسی کاموں میں نہ صرف ایک انتھک ساتھی ہے بلکہ بعض اوقات اس کے مشوروں سے بھی میں مستفید ہوتا ہوں‘‘۔

قائداعظم فاطمہ جناح کی سیاسی بصیرت پر کس قدر اعتماد کرتے تھے، اس کا ثبوت بیگم رافعیہ شریف پیرزادہ کے اس بیان سے ملتا ہے کہ جب قائداعظم کے سیکرٹری کوئی مسودہ ٹائپ کرکے لاتے اور قائداعظم کے سامنے آخری منظوری کے لیے پیش کرتے تو قائداعظم ان سے کہتے کہ وہ یہ مسودہ فل کونسل کے سامنے پیش کریں۔ فل کونسل قائداعظم اور ان کی بہن فاطمہ جناح پر مشتمل ہوا کرتی تھی۔ اسی طرح وہ عام طور پر اپنے بیانات بھی فاطمہ کو پڑھائے بغیر جاری نہیں کیا کرتے تھے۔ بیگم جی اے خان بھی اس حقیقت کی گواہ ہیں کہ قائداعظم خود کہا کرتے تھے:

’’میں ہر اہم بیان جاری کرنے سے قبل اسے جنرل کونسل یعنی فاطمہ کو دکھالیا کرتا ہوں، فاطمہ میری بہترین مشیر بھی ہیں اور دوست بھی‘‘۔

فاطمہ جناح نے ایک جگہ خود لکھا کہ مستقبل کے ہندو مسلم انتشار کے بارے میں سوچ سوچ کر قائداعظم پریشان ہوجاتے اور ان کی آنکھیں آنسوؤں سے بھیگ جایا کرتی تھیں۔ اسی پریشانی کے عالم میں فاطمہ جناح انہیں ذہنی کشمکش سے کچھ دیر کے لیے نجات دلانے کی غرض سے ان کی حوصلہ افزائی کرتیں۔ وہ یہ سب کچھ اس طرح کرتیں کہ قائداعظم ان سے ایک نیا حوصلہ پاتے۔ قائداعظم نے ایک مرتبہ خود کہا کہ مایوسی کے اس دور میں میری بہن میرے لیے امید کی کرن اور مستقبل کی روشنی بن جاتی تھی۔ میں پریشانیوں میں گھرا ہوتا تھا اور میری صحت خراب تھی لیکن فاطمہ کے تدبر، توجہ اور حسن انتظام سے میری تمام پریشانیاں دور ہوجایا کرتی تھیں۔

تحریک آزادی کو کامیابی سے ہمکنار کروانے کے لیے اپنے مشن میں زیادہ سے زیادہ مسلم خواتین کی شمولیت کو قائداعظم از حد ضروری خیال کرتے تھے۔ لیکن اس وقت معاشرتی حالات ایسے تھے کہ عورتوں کا کسی سیاسی جدوجہد میں عملی طور پر شریک ہونا اگر ناممکن نہیں تو از حد مشکل ضروری تھا۔ فاطمہ جناح نے قائداعظم کی اس مشکل کو حل کرنے کے لیے باقاعدہ منصوبہ بندی کی اور تحریک آزادی کی ایک کارکن اور سپاہی کی حیثیت سے مردوں کے دوش بدوش جدوجہد میں حصہ لینے کا فیصلہ کیا تاکہ ہندوستان کی دیگر خواتین کے ساتھ جرات اور بہادری کی ایک مثال قائم ہوسکے۔

دسمبر 1938ء میں قائداعظم نے تحریک میں خواتین کو ایک مثبت کردار ادا کرنے کا موقع فراہم کرنے کے لیے آل انڈیا مسلم لیگ کابینہ میں اجلاس بلایا، اس اجلاس میں آل انڈیا مسلم خواتین کی کمیٹی کی بنیاد رکھی گئی۔ فاطمہ جناح اس کمیٹی میں بھی شامل تھیں۔ اس کمیٹی کی تشکیل سے مسلم خواتین میں ایک نیا جوش اور ولولہ پیدا ہوگیا۔ فاطمہ جناح نے اس سلسلے میں پورے ہندوستان کے دورے کیے اور ان کی تحریک پر بے شمار خواتین کمیٹیاں قائم ہوئیں۔ انہوں نے خواتین کے ہزاروں اجتماعات سے خطاب کیا اور قائداعظم کے نصب العین کو خواتین کے سامنے موثر انداز میں پیش کیا۔ یہ وہ زمانہ تھا جب ہندو اور انگریز کے ایجنٹ مسلم لیگ کے خلاف زبردست پروپیگنڈہ کررہے تھے اور عوام کے ذہنوں میں ناگفتنی شکوک و شبہات پیدا کررہے تھے۔ عام مسلم خواتین کے اذہان بھی اس مسلم لیگ مخالف مہم کے سبب پراگندہ ہورہے تھے۔ ان حالات میں فاطمہ جناح وہ واحد خاتون تھیں جو قائداعظم کے نظریات اور خیالات پر صحیح روشنی ڈال سکتی تھی اور قائداعظم کے اقوال کی عورتوں کے سامنے کھل کر تشریح کرسکتی تھیں، اسی بناء پر فاطمہ جناح کے جلسوں میں عورتوں کا بے پناہ ہجوم ہوتا تھا، ان سے عورتوں کی محبت کا یہ عالم تھا کہ خطاب کے بعد خواتین کی اکثریت ان کے گرد جمع ہوجاتی اور ان سے ہاتھ ملانے اور انہیں ہار پہنانے کی کوشش کرتی۔ فاطمہ جناح کی خدمت میں عقیدت کے پھول پیش کرکے خواتین کو یوں محسوس ہوتا جیسے انہوں نے یہ پھول براہ راست قائداعظم کو پیش کیے ہوں۔

فاطمہ جناح کی ان پُرخلوص سرگرمیوں کے نتیجے میں بے شمار خواتین مسلم لیگ کے لیے کام کرنے کی غرض سے نکل کھڑی ہوئیں۔ انہوں نے مسلم لیگ کی مدد کرنے کے مختلف طریقے سوچے۔ ان ہی میں سے ایک مینا بازار کا منصوبہ بھی تھا۔ مینا بازار منعقد کرنے کا مقصد یہ تھا کہ ایک تو خواتین میں باہمی رابطہ کے زیادہ سے زیادہ مواقع فراہم ہوسکیں۔ دوسرے مسلم لیگ کی مالی امداد کی سبیل بھی نکل آئے گی۔ قائداعظم اور فاطمہ جناح نے اس منصوبے کو تحسین کی نگاہ سے دیکھا۔

لاہور کے انتخابات میں مسلم لیگ کی شاندار کامیابی پر خواتین کو خراج تحسین پیش کرتے ہوئے محترمہ فاطمہ جناح نے فرمایا:

''میں اپنی قوم کی بہنوں کو دلی مبارکباد دیتی ہوں کہ صوبہ پنجاب کے الیکشن میں آپ نے نہایت شاندار طریقے سے کام کیا اور لاہور کی دونوں نشستیں جیت کر اور اس کے ساتھ پنجاب اسمبلی کے مسلمانوں کی اناسی سیٹیں جیت کر دنیا کو بتادیا ہے کہ پنجاب کے مسلمان سب کے سب پاکستان اور صرف پاکستان چاہتے ہیں، مجھے اس بات پر خوشی ہے کہ اس کامیابی میں آپ نے پورا پورا حصہ لیا''۔

قیام پاکستان کے بعد ایک موقع پر کرنل برنی سے بات چیت کے دوران فاطمہ جناح کی قربانیوں کا ذکر نکل آیا تو

قائداعظم نے فرمایا:

''میری بہن فاطمہ نے طویل مدت تک میری خدمت کرکے اور مسلم خواتین کو بیدار کرکے مجھ پر اتنا بڑا احسان کیا ہے کہ میں اس کا بدلہ نہیں دے سکتا''۔

محترمہ فاطمہ جناح سے ہندوستان کی مسلم خواتین کی بے پناہ عقیدت اور محبت کی وجہ ایک تو یہ تھی کہ خود فاطمہ جناح بے حد محنتی اور بے لوث خاتون تھیں، لیکن خواتین میں ان کی مقبولیت کی ایک اور زبردست وجہ بھی تھی اور وہ تھی قائداعظم کی مکمل شخصیت سے بے پناہ مماثلت اور مشابہت۔

فاطمہ جناح واقعی اپنے بھائی کا عکس جمیل تھیں، وہی کردار کی عظمت، وہی ارادہ، وہی دیانت خلوص، وہی راست گوئی، وہی مقصد سے لگن، وہی بلند حوصلہ اور وہی استقلال بے باک، صاف ستھرے ذہن کی مالکہ قائداعظم ہی کی طرح ضمیر جھنجھوڑنے اور خوابیدہ ولولوں کو بیدار کردینے والے تیز تیز فقرے۔ جب بھی کوئی شخص خاتونِ پاکستان کی خدمت میں حاضر ہوتا تو اسے دل ہی دل میں بارہا یہ گمان گزرتا کہ شاید وہ قائداعظم سے محوِ گفتگو ہے۔

مرحوم آغا شورش کاشمیری نے ایک مرتبہ اپنے مخصوص اسلوب میں محترمہ فاطمہ جناح کی شخصیت کو اپنے سحر طراز الفاظ میں یوں بیان کیا:

''بھائی کی ہوبہو تصویر، بلند و بالا، بہتر برس کی عمر میں بھی کشیدہ قامت، گلابی چہرہ، ستواں ناک، آنکھوں میں بلا کی چمک، جائزہ لیتی ہوئی آنکھیں، بال سفید، ماتھے پر جھریوں کی چنت، آواز میں اقبال، چال میں کمال، طبیعت میں جلال، سرتاپا استقلال، رفتار و گفتار میں سطوت، کردار میں عظمت، قائداعظم کی معنوی صفات کا عکس، صبا کی طرح نرم، رعد کی طرح گرم، بانی پاکستان کی نشانی، ایک حصار جس کے قُرب سے حشمت کا احساس ہوتا ہے اور جس کی دوری سے عقیدت نشوونما پاتی ہے، بھائی شہنشاہ بہن بے پناہ''۔

بیماری اور تیمارداری:

جب قائداعظم اور ان کی بیگم رتی جناح میں علیحدگی ہوئی تو فاطمہ جناح اس وقت عین عنفوانِ شباب میں تھیں، انہوں نے جب اپنے عظیم بھائی کو گھریلو پریشانیوں میں گھرا ہوا دیکھا تو اپنے مستقبل کے منصوبوں کو چھوڑ چھاڑ کر اپنی زندگی کو قائداعظم کے لیے وقف کردیا۔ اس کے بعد سے ان کے انتقال تک ان کی زندگی کا محور فقط دو چیزیں رہیں۔ ایک قائداعظم اور دوسرے پاکستان۔

قائداعظم کی زندگی کے آخری دس برس سامراج سے جنگ کے ساتھ ساتھ اپنی بیماری سے بھی زبردست نبرد آزمائی میں گزرے، ان سالوں میں ان کی سیاسی مصروفیات میں اس قدر اضافہ ہوگیا کہ وہ چوبیس گھنٹوں میں سے بہت کم وقت آرام کے لیے نکال پاتے تھے۔ ڈاکٹروں نے انہیں بتادیا تھا کہ انہیں مسلسل آرام کی اشد ضرورت ہے لیکن انہیں علم تھا کہ اگر وہ بیماری کے ہاتھوں بستر پر لیٹ گئے تو شاید مسلمان قوم کے لیے ایک علیحدہ وطن حاصل کرنے کا خواب شرمندہ تعبیر نہ ہوسکے۔ اس لیے انہوں نے شدتِ مرض کے پیشِ نظر مسلسل کام کرنے کی ٹھان لی اور اپنی تمام تر قوتوں کو حصول پاکستان کے لیے وقف کردیا۔ 23مارچ 1940ء کو جب قرار داد پاکستان پاس ہوئی، قائداعظم کی صحت جواب دینے لگی تھی لیکن ابھی منزل آزادی دور تھی۔ انہوں نے زیادہ محنت اور لگن سے شب و روز کام کرنا شروع کردیا۔ اس دوران فاطمہ جناح حتی الامکان ان کا ہاتھ بٹانے اور کام کا بوجھ کم کرنے کی کوشش کرتی رہیں۔ قائداعظم کا وزن جو کبھی 112 پونڈ تھا، اب تیزی سے کم ہورہا تھا۔ جوں جوں ان کے تنِ نحیف میں لاغری بڑھتی جارہی تھی، توں توں ان کا جذب و شوق توانا ہوتا چلا جارہا تھا۔ 1941ء میں قائداعظم کی طبیعت زیادہ خراب ہوگئی اور غالبًا یہ اس بیماری کا آغاز تھا جس نے آخر کار اس عظیم ہستی کو اپنی قوم سے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے جدا کردیا۔ لیکن اس کے باوجود ان کے معمولات میں کوئی فرق نہیں آیا۔ وہ حسب معمول ہندوستان کے مختلف علاقوں کے دورے کرتے رہے۔

فاطمہ جناح اس صورت حال سے بہت پریشان رہتی تھیں اور بھائی کو بار بار آرام کی تاکید کرتی رہتی تھیں۔ جب آرام کے سلسلے میں فاطمہ کا اصرار بڑھ جاتا تو خود بقول فاطمہ جناح قائداعظم جناح فرماتے:

''فاطمہ کیا تم نے کبھی یہ سنا ہے کہ ایک جرنیل چھٹی پر چلا جائے جبکہ اس کی فوج اپنی بقا اور سلامتی کی جنگ میں مصروف ہو''۔

یہ جواب سن کر فاطمہ جناح وقتی طور پر تو خاموش ہو رہتیں، لیکن بھائی کی محبت انہیں چند ہی دنوں میں پھر سے مضطرب کردیتی اور وہ ان کی بگڑتی ہوئی صحت کے پیش نظر پھر ڈاکٹروں سے معائنہ کے لیے زور دینے لگتیں۔ ایسے موقعوں پر قائداعظم بہن سے مخاطب ہوکر فرماتے:

''ایک شخص کی صحت کا کیا فائدہ۔ جب مجھ سے ہندوستان کے دس کروڑ مسلمانوں کی قسمت وابستہ ہے''۔

کراچی کلب کے ایک استقبالیہ میں بھی خطاب کرتے ہوئے قائداعظم نے ایک مرتبہ فاطمہ جناح کو ان الفاظ میں خراج تحسین پیش کیا تھا:

''تفکرات، پریشانیوں اور سخت محنت کے زمانے میں جب میں گھر آتا تو میری بہن روشنی اور امید کی تیز کرن کی صورت میں میرا استقبال کرتی۔ اگر میری بہن نہ ہوتی تو میری پریشانیاں کہیں زیادہ ہوتیں اور میری صحت کہیں زیادہ خراب ہوتی، اس نے لاپرواہی سے کام نہیں لیا اور کبھی شکایت نہیں کی''۔

قائداعظم کی نرس مسز نیتھینل اس حقیقت کی بھی راوی ہیں کہ فاطمہ جناح ساری ساری رات جاگ کرگزار دیتیں۔

ہمہ وقت تیمار داری کی تھکن اور ریت جگوں کو دیکھتے ہوئے ایک دن قائد کے ڈاکٹروں نے ان سے کہا:

''ہم اپنے قومی باپ کی صحت کے ذمہ دار ہیں، آپ فکر نہ کریں، ہم پر اعتماد کریں''۔

مگر فاطمہ جناح نے جواب دیا:

''میری زندگی میری اپنی نہیں ہے، میں نے اپنی زندگی اپنے پیارے بھائی کے حوالے کردی ہے۔ میں تو اب یہ محسوس کرتی ہوں جیسے میں قائداعظم کی تیمارداری نہیں کررہی ہوں بلکہ اپنی تیمار داری آپ کر رہی ہوں۔

صرف تیمار داری ہی نہیں، فاطمہ ان دنوں اپنے بھائی کی خصوصی معاون کے فرائض بھی سرانجام دے رہی تھیں، وہ قائداعظم کے نام آنے والی ڈاک کا روزانہ مطالعہ کرتیں۔ ضروری فائلیں دیکھتیں اور بھائی کو اہم حصے پڑھ کر سناتیں۔ پھر قائداعظم کی ہدایات کے مطابق ان کے پرائیویٹ سیکرٹری کو ان کی رائے سے مطلع کرتیں تاکہ وہ ضروری امور کا جواب تیار کرسکے۔ اس کے علاوہ رات دن بھائی کی طبیعت کو بشاش رکھنے کے لیے ان سے باتوں میں مصروف رہتیں۔ ملک بھر سے نامور سیاسی وسماجی شخصیتیں قائداعظم کی مزاج پُرسی کے لیے آرہی تھیں۔ فاطمہ جناح پہلے خود ان سے ملاقات کرتیں اور مناسب موقع دیکھ کر قائد سے ان کی ملاقات کا بندوبست کرتیں۔

فاطمہ جناح کے قول کے مطابق قائدعظم نے اگست 1948ء کے اختتام پر ان سے مخاطب ہوکر کہا:

''فاطی۔۔۔ مجھے زیادہ دلچسپی نہیں رہی۔۔۔ میں زندہ رہوں۔۔۔ جتنا جلدی ممکن ہوسکے۔۔۔ میں رخصت ہوجاؤں''۔

''آپ بہت جلد صحت یاب ہوجائیں گے، ڈاکٹر پُر امید ہیں''۔

مگر قائداعظم نے جواب دیا: ''نہیں اب میں زندہ نہیں رہنا چاہتا''۔

جب قائداعظم کا آخری وقت قریب آیا تو انہوں نے سر کے اشارے سے اپنی پیاری اور جاں نثار بہن کو پاس بلایا۔ فاطمہ ان کے بالکل قریب ہوگئیں۔ انہوں نے سرگوشی کے انداز میں فرمایا:

''فاطی۔۔۔ خدا حافظ۔۔۔ لا الہ الا اللہ۔۔۔۔ محمد۔۔ رسول۔۔۔ اللہ۔۔۔

فاطمہ نے یہ دیکھا تو چلائی ہوئی ڈاکٹر کی طرف بھاگیں اور بولیں:

''ڈاکٹر میرا بھائی رخصت ہورہا ہے''۔

ڈاکٹر فوراً قائداعظم کے پاس پہنچے، انہیں دیکھا۔ ڈاکٹر الٰہی بخش نے بے بسی کے عالم میں سر گھمایا اورغم و اندوہ میں ڈوبی ہوئی بہن کو اشارے سے بتایا کہ اس کا عظیم بھائی ہمیشہ کے لیے ان کا ساتھ چھوڑ چکا ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

☆☆☆☆☆

اتباعِ سیرت کے فیوض و برکات

اللہ کی اطاعت رسول اللہ ﷺ کی اطاعت ہے

اتباع رسول ﷺ ہی دنیا و آخرت میں کامیابی کی ضمانت ہے

اللہ نے آپ ﷺ کی سیرت کی اتباع کو اپنی مدد و نصرت سے مشروط کیا ہے

اسامہ مجید

اللہ تعالیٰ نے حضور نبی اکرم ﷺ کو اعلیٰ اخلاق کا بہترین نمونہ بنا کر اس دنیا میں مبعوث فرمایا: ارشاد باری تعالیٰ ہے:

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ .

''فی الحقیقت تمہارے لیے رسول اللہ (ﷺ کی ذات) میں نہایت ہی حسین نمونۂ (حیات) ہے''۔ (الاحزاب، ۳۳: ۲۱)

اسوہ کا معنی ہے نمونہ انسان جب کسی دوسرے انسان کی پیروی میں جس طریقہ پر چلتا ہے اس کو اسوہ کہا جاتا ہے اور کوئی انسان حضور نبی اکرم ﷺ کے اسوہ کو صدق دل سے اپنا کر اس طریق پر چلتا ہے تو وہ دنیا و آخرت میں بہت سے فیض و برکات سے مستفید ہوتا ہے۔

اطاعت الٰہیہ کا حصول:

اللہ تعالیٰ نے اپنی اطاعت کو حضور نبی اکرم ﷺ کی اطاعت کے ساتھ مشروط کیا ہے۔ ارشاد فرمایا:

مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ . (النساء، ۴: ۸۰)

''جس نے رسول (ﷺ) کا حکم مانا بے شک اس نے اللہ (ہی) کا حکم مانا''۔

حضرت حسن بصریؒ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کو اپنی اطاعت قرار دیا ہے''۔

رسول اللہ ﷺ کو شریعی اور تشریعی دونوں حیثیتیں حاصل ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے امت محمدی ﷺ کو دین اسلام عطا فرمایا اور اس پر عمل کرنے کے لیے احکامات واضح کیے پھر آپ ﷺ نے ان احکامات کی تشریح فرمائی جیسے نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، اخلاق، معاملات وغیرہ الغرض حضور نبی اکرم ﷺ کی اطاعت کے بغیر دین پر عمل کرنا ممکن نہیں۔

حضرت ابو ہریرہؓ روایت کرتے ہیں:

''جس نے میری اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی جس نے میری نافرمانی کی اس نے اللہ کی نافرمانی کی''۔

اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو ساری کائنات پر فوقیت دی پھر نبوت و رسالت کا منصب عطا کر کے تمام مخلوق کو آپ ﷺ کے تابع کر دیا۔

محبت الٰہیہ کا حصول:

دین اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات ہے جو اپنے ماننے والوں کی ہر موڑ پر رہنمائی کرتا ہے۔ انہی اصول اور ضابطوں پر عمل کرکے انسان دنیا و آخرت میں کامیابی حاصل کرسکتا ہے۔ اللہ سے محبت انسان کا حقیقی جز ہے اور فطرتاً اپنے اللہ سے محبت کرتا ہے اور احکام الٰہیہ کو بجا لاتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ. (البقرہ، ۲: ۱۶۵)

''اور جو لوگ ایمان والے ہیں وہ (ہر ایک سے بڑھ کر) اللہ سے بہت ہی زیادہ محبت کرتے ہیں''۔

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ.

''(اے حبیب!) آپ فرما دیں: اگر تم اللہ سے

محبت کرتے ہو تو میری پیروی کرو تب اللہ تمہیں (اپنا) محبوب بنا لے گا"۔ (آل عمران،۳: ۳۱)

اس آیت کا شان نزول ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے کفار مکہ سے دوستی رکھنے سے منع فرمایا اور رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کرتے ہوئے صرف اہل اللہ سے محبت اور دوستی کی اجازت دی۔ پھر بعض کفار اللہ سے محبت کا دعویٰ کرنے لگے تو اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنی محبت کے لیے تمام انسانیت پر رسول اللہ ﷺ کی اتباع کو لازمی قرار دیا۔ جو آپ ﷺ کا پیروکار ہے وہ اللہ کا محبوب ہے اور جو آپ کی پیروی سے محروم ہے وہ اللہ کی محبت سے محروم ہے۔ لہذا ہر انسان کو چاہئے کہ وہ رسول اللہ ﷺ سے محبت کرے۔

کی محمد سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا لوح قلم تیرے ہیں

اتباع سیرت سے اللہ کی نصرت کا حصول:

ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ

یٰٓـاَیُّهَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡۤا اِنۡ تَـنۡصُرُوا اللّٰهَ یَنۡصُرۡکُمۡ وَیُثَبِّتۡ اَقۡدَامَکُمۡ. (محمد،۴۷: ۷)

"اے ایمان والو! اگر تم اللہ (کے دین) کی مدد کرو گے تو وہ تمہاری مدد فرمائے گا اور تمہارے قدموں کو مضبوط رکھے گا"۔

اللہ تبارک وتعالیٰ کی ایک عظیم صفت یہ ہے کہ خدا تعالیٰ اپنی مخلوق کا بہترین مددگار ہے۔ اللہ رب العزت نے اس آیت مبارکہ میں مسلمانوں کو اپنی نصرت و مدد کی یقین دہانی کروائی ہے اور اس نصرت و مدد کا ذریعہ اپنے پیارے نبی ﷺ کی اطاعت کو قرار دیا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کے اسوہ حسنہ کو لوگوں کے سامنے بطور نمونہ پیش کیا اور آپ کی سیرت کی اتباع کو اپنی نصرت و مدد کے ساتھ مشروط کیا ہے۔ اللہ نے امت مسلمہ کو اپنی نصرت کے حصول کا ایک راستہ دکھایا کہ اگر میری نصرت چاہتے ہو تو آپ ﷺ کی سیرت مطہرہ کی اتباع کرو اور ان احکام کی پیروی کرو جو احکام رسول اللہ ﷺ نے بتائے ہیں۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

فَالَّـذِیۡـنَ اٰمَـنُـوۡا بِهٖ وَعَزَّرُوۡهُ وَنَصَرُوۡهُ وَاتَّبَعُوا النُّوۡرَ الَّذِیۡۤ اُنۡزِلَ مَعَهٗۤ ۙ اُولٰٓئِكَ هُمُ الۡمُفۡلِحُوۡنَ. (الاعراف، ۷: ۱۵۷)

"پس جو لوگ اس (برگزیدہ رسول ﷺ) پر ایمان لائیں گے اور ان کی تعظیم و توقیر کریں گے اور ان (کے دین) کی مدد و نصرت کریں گے اور اس نور (قرآن) کی پیروی کریں گے جو ان کے ساتھ اتارا گیا ہے، وہی لوگ ہی فلاح پانے والے ہیں"۔

تاریخ عالم گواہ ہے کہ جس کسی نے بھی رسول خدا ﷺ کی پیروی کی تو اسے اس پیروی کے نتیجے میں اللہ کی نصرت و مدد کا انعام حاصل ہوا۔ جس کی واضح مثال صحابہ کرامؓ کی زندگیاں ہیں۔

اتباع سیرت سے اعمال کی درستگی:

اللہ تبارک وتعالیٰ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا:

اَطِیۡـعُـوا اللّٰهَ وَاَطِیۡـعُـوا الـرَّسُـوۡلَ وَلَا تُبۡطِلُوۡۤا اَعۡمَالَکُمۡ. (محمد، ۴۷: ۳۳)

"تم اللہ کی اطاعت کیا کرو اور رسول (ﷺ) کی اطاعت کیا کرو اور اپنے اعمال برباد مت کرو"۔

اعمال کی قبولیت اور جزا کا دارو مدار سیرت الرسول ﷺ کی اتباع میں ہے۔ قرآن مجید میں اللہ تبارک و تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ کی اطاعت کرو اور اس کے رسول کی اطاعت کرو اور اعمال ضائع نہ کرو۔ آقا ﷺ کی اطاعت ہی اللہ کی اطاعت ہے اور حضور ﷺ کی اطاعت ہی تمام تر اسلامی عملی و نظریاتی پہلوؤں کا مرکز و محور ہے۔ پس فرمایا کہ آپ ﷺ کی اتباع کرو اور ایمان پر برقرار رہو اور آپ کی اطاعت سے نہ پھرنا ورنہ تمہارے اعمال ضائع ہوجائیں گے۔ قرآن مجید میں ایک اور جگہ فرمایا:

وَاِنۡ تُـطِیۡـعُـوا اللّٰهَ وَرَسُـوۡلَـهٗ لَا یَـلِتۡـکُـمۡ مِّـنۡ اَعۡمَالِکُمۡ. (الحجرات، ۴۹: ۱۴)

"اور اگر تم اللہ اور اس کے رسول (ﷺ) کی اطاعت کرو تو وہ تمہارے اعمال (کے ثواب میں) سے کچھ بھی کم نہیں کرے گا"۔

انسان کو چاہئے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کرتے ہوئے آپ ﷺ کی تعظیم برقرار رکھے۔ اگر کسی موقع پر سے تعظیم رسول ﷺ میں فرق آیا تو انسان کے تمام اعمال ضائع

ہوجائیں گے۔ رسولﷺ کا ادب میں بھی اعمال کی درستگی و سلامتی ہے۔ قرآن مجید میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ اپنی آواز کو رسولﷺ کی آواز سے پست رکھو ورنہ تمہارے اعمال ضائع ہوجائیں گے۔ اطاعت رسولﷺ ہی واحد ذریعہ ہے جس سے انسان اپنی زندگی کو سنوار سکتا ہے اور اپنے اعمال کو بارگاہ خداوندی میں مقبول بنا سکتا ہے۔

اتباع سیرت سے اللہ کی رحمت کا حصول:

رسول اللہﷺ کی ذات مبارکہ ہمارے لیے باعث فخر ہے۔ آپﷺ جناب آدمؑ سے لے کر جناب ابراہیمؑ تک پھر جناب اسماعیلؑ سے لے کر جناب عیسیٰؑ تک تمام انبیاء کا فخر ہیں۔ آپﷺ کی اطاعت بہت سے فیوضات وثمرات سے نوازتی ہے جن میں ایک عظیم ثمر اللہ کی رحمت ہے۔ ارشاد ربانی ہے:

وَ اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَالرَّسُوْلَ لَعَلَّکُمْ تُرْحَمُوْنَ.

''اور اللہ کی اور رسول (ﷺ) کی فرمانبرداری کرتے رہو تاکہ تم پر رحم کیا جائے''۔ (آل عمران، ۳: ۱۳۲)

جو انسان سیرت مصطفیٰﷺ کی اتباع کو اپنا اوڑھنا بچھونا بناتا ہے تو اللہ اسے اپنی رحمت خاص کی لپیٹ میں لے لیتا ہے اور اس کی زندگی میں آسانیاں پیدا فرمادیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اپنے لطف وعنایت اور رحمت کے حصول کا راستہ بتایا ہے کہ اگر کوئی شخص اللہ کی رحمت کا طلبگار ہے تو وہ سنت مصطفیٰﷺ کی اتباع کرے۔ ارشاد ربانی ہے:

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَاٰمِنُوْا بِرَسُوْلِہٖ یُؤْتِکُمْ کِفْلَیْنِ مِنْ رَّحْمَتِہٖ وَیَجْعَلْ لَّکُمْ نُوْرًا تَمْشُوْنَ بِہٖ وَیَغْفِرْ لَکُمْ ط وَاللّٰہُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ. (الحدید، ۵۷: ۲۸)

''اے ایمان والو! اللہ کا تقویٰ اختیار کرو اور اُس کے رسولِ (مکرّم ﷺ) پر ایمان لے آؤ وہ تمہیں اپنی رحمت کے دو حصّے عطا فرمائے گا اور تمہارے لیے نور پیدا فرما دے گا جس میں تم (دنیا اور آخرت میں) چلا کرو گے اور تمہاری مغفرت فرما دے گا، اور اللہ بہت بخشنے والا بہت رحم فرمانے والا ہے''۔

پس جو شخص اللہ کی رحمت اور اس کا نور حاصل کرنا چاہتا ہے تو اس کو چاہئے کہ وہ آپﷺ کی اطاعت بجا لاتے ہوئے آپﷺ کے اسوہ کامل کے مطابق دین کے احکام پر عمل کرے اور اپنی زندگی کو سنت مصطفیٰﷺ کے مطابق ڈھالے کیونکہ آپﷺ کی سیرت کی اتباع ہی اللہ کے فضل اور رحم و کرم کا باعث ہے۔ پس ہر وہ شخص جو رسول اللہﷺ سے محبت کا دعویٰ کرتا ہے اس کے لیے ضروری ہے کہ رسولﷺ کی سیرت کی اتباع کرے اور خود کو اللہ کی رحمت کا مستحق ٹھہرائے۔

الغرض مسلمان کی زندگی کی فلاح غلامی مصطفیٰﷺ اور آپﷺ کی محبت اور آپ کی اطاعت ہی ایمان کی بنیاد ہے۔ حضور نبی اکرمﷺ نے ارشاد فرمایا:

لا یومن احدکم حتی اکون احب الیه من ولده ووالده والناس اجمعین. (صحیح بخاری ۱، ۱۴)

''تم میں سے کوئی مومن نہیں ہوسکتا جب تک کہ میں اسے اس کے والدین، اس کی اولاد اور تمام لوگوں سے محبوب تر نہ ہوجاؤں''۔

لہذا ہمیں اپنی زندگی کے ہر گوشے میں سنت مصطفیٰ، اطاعت مصطفیٰ اور محبت مصطفیٰﷺ کو اپنانا چاہیے۔ آج کے اس دور میں تحریک منہاج القرآن کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ اس مشکل دور میں عشق مصطفیٰﷺ اور سیرت مصطفیٰﷺ کو ہر انسان کی زندگی کا حصہ بنانے کے لیے پوری دنیا میں کوشاں ہے۔ پوری دنیا میں اسلامی تعلیمی مراکز بناکر آن لائن تربیتی، اخلاقی اور روحانی کورسز کے ذریعے امت مسلمہ کی جھولیوں کو رسول اللہﷺ کی تعلیمات، محبت اور اطاعت کے جذبے سے بھر رہی ہے۔ اسی طرح ہر مسلمان کا فرض ہے کہ وہ سیرت مصطفیٰﷺ کی اتباع کو ہی اپنی زندگی کی اصل بنائے اور سنت مصطفیٰﷺ اور عشق مصطفیٰ کی شمع اپنے دل میں جلاتے ہوئے اپنی زندگی کو منور کرے۔ بقول شاعر

عشق سرکار کی اک شمع جلا لو دل میں
بعد مرنے کے لحد میں بھی اجالا ہوگا

اللہ رب العزت سے دعا ہے کہ وہ ہماری زندگیوں کو عشق مصطفیٰ اور اتباع سنت و سیرت مصطفیٰﷺ کے نور سے منور فرمادے اور ہماری زندگیوں کو سیرت مصطفیٰﷺ کی اطاعت اور آپ کی محبت کے ساتھ ایسا بنائے جیسا رسول خداﷺ چاہتے

علم کا حصول مرد اور عورت دونوں پر فرض ہے

آبادی کے 50 فیصد کو ترقی کی دوڑ میں پیچھے رکھ کر کوئی قومی ہدف حاصل نہیں کیا جا سکتا

تعلیم کے ذریعے ایک نسل اپنا تہذیبی و تمدنی ورثہ دوسری نسل کو منتقل کرتی ہے

علم کی لازوال دولت تقسیم کرنے سے بڑھتی ہے

ڈاکٹر زیب النساء

''تعلیم نسواں'' دو الفاظ کا مرکب ہے، تعلیم اور نسواں۔ تعلیم کا مطلب ہے ''علم حاصل کرنا''۔ نسواں ''نسا'' سے ہے۔ جس کا مطلب ہے عورتیں۔ گویا تعلیم نسواں سے مراد عورتوں کی تعلیم ہے۔ علم اور تعلیم دونوں کی اہمیت اپنی اپنی جگہ مسلم ہے۔

تاریخ مذاہب کے مطالعہ سے یہ حقیقت معلوم ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدمؑ کو تخلیق فرما کر جنت میں ٹھہرایا۔ حضرت آدمؑ نے تمام نعمتوں کے موجود ہونے کے باوجود تنہائی و کمی محسوس کی تو اللہ تعالیٰ نے حضرت حواؑ کو پیدا فرمایا۔ گویا عورت کا وجود کائنات کی تکمیل کرتا ہے۔

اگر بزم ہستی میں عورت نہ ہوتی
خیالوں کی رنگین جنت نہ ہوتی
ستاروں کے دلکش فسانے نہ ہوتے
بہاروں کی نازل حقیقت نہ ہوتی
ہر اک پھول کا رنگ پھیکا سا رہتا
نسیم بہاروں میں نکہت نہ ہوتی
خدائی کا انصاف خاموش رہتا
سنا ہے کسی کی شفاعت نہ ہوتی

عورت اس کائنات کا جمال و شاہ کار اور دلکش وجود ہے۔ وہ گردش لیل ونہار کا ایک حسین اور کیف آور نغمہ ہے۔ جس کے دم سے حیات قائم ہے۔ عورت کے بغیر انسانی نسل کا استحکام اور نشوونما ناممکن ہے۔ بقائے حیات و معاشرے کا قیام و استحکام، جسمانی و روحانی آسودگی عورت ہی کے باعث ہے۔ عورت ماں کے روپ میں بے لوث محبت و شفقت و ہمدردی اور ایثار و قربانی کی انمول داستان ہے۔ عورت بیوی کی صورت میں خلوص، وفاداری اور چاہت کا حسین افسانہ ہے۔ عورت بہن کی شکل میں اللہ تعالیٰ کی بہترین نعمت ہے۔ تو بیٹی کے روپ میں خدا کی رحمت۔ سچ تو یہ ہے کہ عورت انسانیت کی عزت ہے۔

جس کے زلف و رخ سے ہے تشریح صبح و شام کی
الغرض عورت ہے اک جامع کتاب کائنات

مذہب اسلام نے عورت کو مرد کے برابر مقام و مرتبہ عطا فرما کر اس کی حیثیت متعین کردی ہے بلکہ یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ اسلام نے عورت کو تحت الثریٰ سے اٹھا کر فوق الثریٰ تک پہنچا دیا ہے۔

علم دلکش داستان اور بے مثال کہانی ہے۔ یہ لامحدود موضوع ہے۔ ایک جامع مضمون ہے جو ہر شے کے ہر پہلو کا احاطہ کیے ہوئے ہے یہ وہی طاقت و قوت جس نے دربار خداوندی میں انسان کی فضیلت فرشتوں پر ثابت کی ہے:

جو پایا علم سے پایا بشر نے
وہ پایا فرشتوں نے بھی نہ پایا

علم ایک لازوال دولت ہے جو تقسیم کرنے سے کم ہونے کی بجائے بڑھتی ہے۔ یہ وہ روشنی ہے جو جہالت کی تاریکی کو مٹاتی ہے۔ یہ وہ زرخیز زمین ہے جس کے پھولوں اور پھلوں کی کوئی گنتی کوئی شمار نہیں۔ یہ وہ سمندر ہے جس کا کوئی کنارہ نہیں۔ یہ وہ طاقت ہے جو انسان کو خود شناسی اور خدا شناسی سکھاتی ہے۔

علم کا عمل تعلیم سے مکمل ہوتا ہے۔ تعلیم کے ذریعے ایک نسل اپنا تہذیبی اور تمدنی ورثہ دوسری نسل کو منتقل کرتی ہے۔ اس مقصد کے لیے ہر سوسائٹی اپنے تہذیبی مسائل اور تمدنی حالات کے مطابق ادارے قائم کرتی ہے اور ہر ادارے کی اپنی بھرپور کوشش ہوتی ہے کہ وہ قوم اور ملک کی توقعات پر پورا اترے۔ لیکن ایک چیز سب میں مشترک ہے کہ پچھلی نسل اگلی نسل کو اپنے سارے تجربات منتقل کرے بلکہ یہی نہیں پوری انسانیت کے تجربات اور علوم پوری طرح منتقل کرے تاکہ اقوام عالم کے شانہ بشانہ زندگی کی دوڑ میں شریک ہوا جاسکے۔

مذہب اسلام کو دیگر مذاہب کے مقابلے میں ایک امتیاز یہ بھی حاصل ہے کہ یہ حصول علم پر زور دیتا ہے۔ قرآن حکیم میں تقریباً پانچ سو کے لگ بھگ مقامات پر بلاواسطہ یا بالواسطہ حصول علم کی اہمیت اور فضیلت بیان کی گئی ہے۔ پھر یہ مذہب مرد کی طرح عورت کے لیے بھی تعلیم کا حصول لازم قرار دیا ہے۔ ارشاد نبوی ﷺ ہے:

طلب العلم فريضة على كل مسلم و مسلمة. (صحيح بخاری)

''علم حاصل کرنا ہر مسلمان مرد اور عورت پر فرض ہے''۔

نبی کریم ﷺ کو قرآن حکیم میں اس دعا کی ہدایت فرمائی گئی ہے:

رَبِّ زِدْنِیْ عِلْما. (طه:۱۱٤)

''اے میرے رب! میرے علم میں اضافہ فرما''۔

یوں گویا بالواسطہ طور پر مسلمانوں کے حصول علم کی رغبت و تعلیم دی گئی ہے۔ ایک اور مقام پر آپ ﷺ نے علم و حکمت کو مومن کی گمشدہ متاع قرار دیا ہے۔

آپ ﷺ نے مردوں کی تعلیم کے ساتھ ساتھ عورتوں کی تعلیم و تربیت کا خاص اہتمام فرمایا تھا۔ آپ ﷺ نے ایک دن عورتوں کی تعلیم و تربیت کے لیے بھی مخصوص فرمارکھا تھا۔ ازواج مطہرات حضرت محمد ﷺ سے دین کی باتیں سیکھ کر دیگر مسلمان خواتین کو سکھاتی تھیں۔ یوں دین کی تعلیم عورتوں تک بھی باقاعدہ پہنچتی رہی۔

بدقسمتی سے اسلامی تعلیمات کی ادھوری تفہیم اور انہی معاشرتی رسوم و رواج میں خلط ملط کرنے کے باعث خواتین کو ماضی میں علوم کے ذرائع اور تابع تک آزادانہ رسائی کا حق حاصل نہیں رہا۔ جس کی وجہ سے وہ نسل درنسل زیور تعلیم سے محروم رہیں اور اگر انہیں گھر میں بھی دین کی تعلیم دی گئی تو وہ بھی اس معیار کی نہ تھی جس سے دین اسلام کا صحیح مفہوم انہیں معلوم ہوسکے اور وہ نئی نسل کی تربیت صحیح انداز میں کرسکیں۔

یہ بات خصوصاً برصغیر پاک و ہند کی مسلم خواتین پر صادق آتی ہے۔ انہوں نے اسلام کی تعلیمات کو صحیح طرح نہ سمجھایا انہیں سمجھایا ہی نہ گیا اور انہوں نے مغربی تہذیب کی پیروی کرنا شروع کردی۔ جدید مغربی تعلیم مسلمان عورت کے لیے موزوں نہیں کہ یہ اسے اس کے اصل فرائض سے پہلوتہی پر اکساتی ہے۔

سرسید احمد خان کو بجا طور پر جدید تعلیم کا محرک و داعی سمجھا جاتا ہے لیکن اس کے باوجود وہ عورتوں کے لیے جدید مغرب زدہ تعلیم کو نقصان دہ سمجھتے ہیں وہ لکھتے ہیں:

''اے میری بہنو! میں تمہیں نصیحت کرتا ہوں کہ تم اپنا پرانا تعلیمی طریقہ اختیار کرنے کی کوشش کرو وہی طریقہ تمہارے لیے دین اور دنیا میں بھلائی کا پھل دے گا اور کانٹوں میں پڑنے سے محفوظ رکھے گا۔ تمہارا فرض ہے کہ تم اپنے ایمان اور اسلام سے واقف ہو اور اس کی نیکی اور خدا کی عبادت کی خوبی کو تم جانو، اخلاق کی نیکی اور نیک دلی، رحم و محبت کی قدر

سمجھو اور ان باتوں کو برتاؤ میں لاؤ۔ گھر کا انتظام اپنے ہاتھ میں رکھو، اپنے گھر کی مالکہ رہو۔ اس پر مثل شہزادی کے حکومت کرو اور مثل ایک لائق وزیر زادی کے منتظم رہو"۔

سر سید احمد خان نے اس گفتگو میں خواتین کے طریقہ تعلیم، لازمہ تعلیم اور استعمال کا بہترین نقشہ کھینچا ہے۔ علامہ نے انہی خیالات کو یوں پیش کیا ہے:

لڑکیاں پڑھ رہی ہیں انگریزی
ڈھونڈ لی قوم نے فلاح کی راہ
روش مغرب ہے مد نظر
وضع مشرقی کو جانتے ہیں گناہ
یہ ڈرامہ دکھائے گا کیا سین
پردہ اٹھنے کی منتظر ہے نگاہ

علامہ اقبال نے اور کئی دیگر رہنما و شعرا نے عورت کو اسلامی اقدار کے مطابق حصول علم پر اکسایا ہے۔ مثلاً مولانا کی اپنی نظم "چپ کی داد" میں عورت میں حصول تعلیم کے احساس کو بیدار کرنے کے لیے یوں گویا ہیں:

اے بے زبانوں کی زبانو، بے بسوں کی بازوؤ
تعلیم نسواں کی مہم جو تم کو اب پیش آئی ہے
یہ مرحلہ آیا ہے تم سے پہلے جن قوموں کو پیش
منزل پہ گاڑی ان کی استقلال نے پہنچائی ہے

درحقیقت تعلیم ہی وہ زیور ہے جس سے عورت اپنے مقام سے آگاہ ہوکر اپنا اور معاشرے کا مقدر سنوار سکتی ہے۔ لیکن افسوس یہ ہے کہ کچھ بزرگ تعلیم نسواں کے متعلق بڑی غلط فہمی رکھتے ہیں۔ وہ سمجھتے ہیں کہ تعلیم صرف لڑکوں ہی کو دینا ضروری ہے۔ تعلیم صرف روزگار کے لیے چاہیے۔ اس میدان میں صرف مردوں کو آنا چاہیے۔ عورتیں صرف باورچی خانے کے لیے پیدا ہوئی ہیں اور ان کی زندگی باورچی خانے سے شروع ہوکر دستر خوان پر ختم ہوجاتی ہے۔

اک مرد پیر بولے یہ عورت کی ذات ہے
"اے مومنو! پڑھانا اسے واہیات ہے"
میں نے کہا
"عائشہ صدیقہؓ ہیں"
ادیب بولے
کہ "آپ چپ رہیں یہ اور بات ہے"

لیکن اس طرح کی باتیں ہرگز درست نہیں۔ عورتیں بھی انسان ہیں۔ علم کی روشنی انسان کو جینا سکھاتی ہے۔ تاریخ اسلام میں بے شمار ایسی مثالیں موجود ہیں جب علم کی روشنی کی وجہ سے خواتین کی ہمت و جرات اور تدبر و فراست سے بڑے بڑے انقلابات ظہور پذیر ہوئے۔ مثلاً حضرت موسیٰؑ کی والدہ اور زوجہ فرعون حضرت آسیہؑ کی مثال قرآن میں موجود ہے۔ حضرت آسیہ نے حضرت موسیٰؑ کو فرعون کے ظلم وستم سے محفوظ رکھ کر اپنی آغوش میں پروان چڑھایا۔ زوجہ رسول مکرم حضرت محمد ﷺ، حضرت خدیجہؓ نے آپ ﷺ سے شادی کے بعد اپنی تمام دولت خدمت اسلام کے لیے وقف کردی۔ ایسے ہی بنت رسول حضرت محمد ﷺ حضرت فاطمہؓ نے آغوش میں حضرت امام حسنؓ اور حضرت امام حسینؓ جیسے سپوت پروان چڑھائے۔

حضرت امام حسنؓ نے دو گروہوں میں صلح کروا کر ملت کو خون خرابے سے بچایا اور حضرت امام حسینؓ نے جان قربان کر اسلام کی حفاظت کی۔ عالم اسلام کی عظیم ترین شخصیت عبدالقادر جیلانی کی ماں ہی تھی کہ جن کی تربیت کا اثر تھا کہ بچپن میں آپ کے دست مبارک پر ڈاکوؤں نے توبہ کی۔ اگر تاریخی اعتبار سے دیکھا جائے تو برصغیر پاک وہند کے بادشاہ جہانگیر کی ملکہ نور جہاں ایک پڑھی لکھی خاتون ہونے کے ساتھ ساتھ امور خانہ داری میں بھی ماہر تھیں۔ وہ نت نئے لباس تیار کروانے میں خاص مہارت رکھتی تھیں۔ کئی خوشبوئیں انہوں نے ایجاد کیں علاوہ ازیں شعروادب میں بھی ان کے تخیل کی پرواز بلند تھی۔ اپنے خاوند جہانگیر کو بھی مشوروں سے نوازتی تھیں۔ ملکی امور میں ان کے مشوروں سے گراں قدر ترقی کی راہیں ہموار ہوئیں۔ اسی طرح چاند بی بی، رضیہ سلطانہ، برطانیہ کی وزیراعظم تھیچر، ترکی کی وزیراعظم تالسولیز، برطانیہ کی ملکہ الزبتھ اور

پاکستان کی وزیراعظم بے نظیر بھٹو وغیرہ شامل ہیں۔ یہ خواتین اپنے نام تاریخ میں روشن حروف میں درج کرواچکی ہیں۔

جاننا چاہیے کہ مرد اور عورت زندگی کی گاڑی کے دو پہیے ہیں۔ اگر ایک پہیہ تعلیم میں کافی آگے ہو اور دوسرا پنکچر ہو تو زندگی کا چکر تیز رفتاری سے نہیں چل سکتا اور گاڑی منزل مقصود تک نہیں پہنچ سکتی۔ کوئی معاشرہ اور کوئی قوم اس وقت تک شاہراہ ترقی پر گامزن نہیں ہوسکتی جب تک مردوں کے ساتھ ساتھ عورتوں کو بھی زیور تعلیم سے آراستہ نہ کیا جائے۔

کسی دانا کا قول ہے کہ ماں کی گود بچے کی پہلی درس گاہ ہے۔ بچہ جو کچھ اس درس گاہ سے سیکھتا ہے وہ اس کی آئندہ زندگی پر بہت اثر انداز ہوتا ہے۔ بچے کی بہترین تربیت کے لیے ماں تعلیم یافتہ ہونا بہت ضروری ہے۔ مفکرین کی رائے ہیں:

''مرد کی تعلیم ایک فرد کی تعلیم ہے، جبکہ عورت کی تعلیم ایک خاندان کی تعلیم ہے''۔

فرانس کے مشہور بادشاہ نپولین کا قول ہے:

'' آپ مجھے اچھی مائیں دیں، میں آپ کو بہترین قوم دوں گا''۔

یہ حقیقت ہے کہ ہر کامیاب شخص کے پیچھے کسی عورت کا ضرور ہوتا ہے۔ خواہ وہ سکندر اعظم کی ماں ہو یا شیوا جی کی جیجا ماتا۔ انگریزی زبان میں اس کا مفہوم یوں ادا کیا ہے۔

"The hand that rock the craddle rule the world"

''جو ہاتھ جھولا جھولاتے ہیں۔ یقیناً وہی ہاتھ اس دنیا پر راج کرتے ہیں''۔

علامہ اقبال کے فارسی شعر کا مفہوم ہے:

''قوموں کو کیا پیش آچکا ہے؟ کیا پیش آسکتا ہے؟ اور کیا پیش آنے والا ہے یہ سب ماؤں کی جبینوں سے دیکھا جاسکتا ہے''۔

گھر کی مثال ایک چھوٹی سی سلطنت جیسی ہے جس میں خاوند بادشاہ اور بیوی اس کی وزیر ہوتی ہے۔ ظاہر ہے کہ بادشاہ تنہا اپنی سلطنت کا انتظام وانصرام نہیں سنبھال سکتا۔ اسے لازماً اپنے وزیر سے بھی مدد لینا پڑتی ہے۔ بادشاہ خواہ کتنا ہی منظم اور لائق کیوں نہ ہو اگر اس کا وزیر عقل مند اور مدبر نہ ہو تو وہ سلطنت کے امور میں بادشاہ کو صحیح مشورہ نہ دے پائے گا اور ایسی سلطنت بدنظمی کا شکار ہوکر رہ جائے گی۔ پھر اس کا زوال بھی یقینی ہوگا۔ لہذا گھریلو سلطنت کے انتظام کو چلانے کے لیے عورت کا تعلیم یافتہ ہونا انتہائی ضروری ہے۔

کسی بھی گھر کا نظام درست انداز میں چلانے کے لیے گھر کا بجٹ بنانا بہت ضروری ہے۔ ایک پڑھی لکھی عورت گھر کا حساب کتاب اچھے طریقے سے کرتی ہے۔ وہ کفایت شعار ہوتی ہے۔ وہ قرینے اور تربیت سے گھر کا نظام چلاتے ہوئے کچھ رقم بچا بھی لیتی ہے جو کہ مصیبت میں اس کے کام آتی ہے جبکہ ان پڑھ جاہل عورت ایسا نہیں کرسکتی۔ وہ حساب کتاب درست انداز میں نہیں کرسکتی۔ قدم قدم پر ٹھوکریں کھاتی ہے۔ مہینے کے آخر پر گھر میں جھگڑے ہوتے ہیں۔ جس کا منفی اثر معصوم بچوں کے ذہنوں پر پڑتا ہے۔ ایسی ماؤں کے بچے مفید شہری بننے سے محروم رہ جاتے ہیں۔ یوں وہ ملکی ترقی میں مثبت کردار بھی ادانہیں کرسکتے۔

بچوں کی مختلف بیماریوں سے حفاظت کے لیے اور صحت مندی یہ ضروری ہے کہ ماں حفظان صحت کے اصولوں سے پوری طرح آگاہ ہو اور یہ علم کے ذریعے ہی ہوسکتا ہے۔ پڑھی لکھی عورت ان اصولوں سے باخبر ہوتی ہے۔ وہ گھر کے ماحول کو صحت مند رکھ سکتی ہے۔ لیکن ایک جاہل عورت صحت و صفائی کے اصولوں سے بے خبر ہوتی ہے جس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ غیر صحت مندانہ ماحول سے بچے مختلف بیماریوں میں مبتلا ہوجاتے ہیں۔

مذہب کو انسانی زندگی میں خاص مقام حاصل ہے۔ مذہب کی بنیادی تعلیمات اور اہم مسائل سے آگاہی مرد کے ساتھ ساتھ عورت کے لیے بھی اشد ضروری ہے۔ دین ہی وہ کامیاب راستہ ہے جس پر چل کر انسان دنیوی و اخروی زندگی کو کامیاب و کامران بناسکتا ہے۔ پڑھی لکھی عورت مذہبی و

دینی تعلیمات وسائل سے اچھی طرح آگاہی ہوتی ہے۔ وہ اپنی اولاد کی تربیت دینی اصولوں کی روشنی میں بہتر انداز میں کرسکے ملک وملت کی تقدیر سنور سکتی ہے۔ بقول اقبال

یہ فیضان نظر تھا یا کہ مکتب کی کرامت تھی
سکھائے کس نے اسماعیل کو آداب فرزندی

لیکن ایک جاہل عورت دین و مذہب کی تعلیمات سے نا آشنا ہوتی ہے۔ وہ غیر سلیقہ شعار ہوتی ہے اور پھوڑ ہوتی ہے۔ لہٰذا وہ بچوں کی تعلیم وتربیت کے فرائض بھی اچھے طریقے ادا نہیں کرسکتی۔ جان لاک کا کہنا ہے کہ

''بچے کا ذہن ایک نادیدہ سلیٹ کی مانند ہے اور وہ جو اس پر رقم کردیا جائے وہ رقم تو ہوجاتا ہے لیکن مٹایا نہیں جاسکتا''۔

موجودہ دور سائنس اور ٹیکنالوجی کا دور ہے۔ دنیا ایک عالمی گاؤں میں تبدیل ہوچکی ہے۔ اب وہی قوم یا ملک جہان پر حکمرانی کرسکتا ہے جو علم اور ٹیکنالوجی میں آگے ہے۔ اگر کسی ملک کی نصف آبادی یعنی خواتین پسماندہ ہوں گی۔ تو وہ قوم کبھی بھی ترقی نہیں کرسکتی۔ لہٰذا عورتوں کے لیے تعلیم کا حصول اور واقفیت عامہ یا معلومات عامہ کا جاننا نہایت ضروری ہوچکا ہے۔ آج کی دنیا نہایت تیز رفتاری کے ساتھ ترقی کی منازل طے کررہی ہے۔ اس لیے ایک پڑھی لکھی عورت ہی اس نئے ماحول سے مطابقت پیدا کرسکتی ہے۔

ایک تعلیم یافتہ عورت اپنا مافی الضمیر آسانی سے دوسرے تک پہنچاسکتی ہے۔ وہ اپنی رائے کا اظہار بہتر طریقے سے کرسکتی ہے۔ ایک تعلیم یافتہ عورت ملکی ترقی کے لیے اپنا کردار بہتر طریقے سے ادا کرسکتی ہے۔ وہ اپنے خاندان اور معاشرتی ذمہ داریوں سے آگاہ ہوتی ہے۔ جبکہ غیر تعلیم یافتہ عورتیں مفید شہری ثابت نہیں ہوسکتیں۔

عورتوں کی تعلیم کے لیے جو علوم درکار ہیں وہ مردوں کے مضامین سے یکسر مختلف ہیں۔ مثلاً سب سے پہلے عورت کے لیے مذہب اور امور خانہ داری کی تعلیم ضروری ہے۔ کیونکہ اس شعبے کا عورت کی زندگی سے براہ راست تعلق ہے۔ اس کے علاوہ اسے دست کاری سکھائی جائے تاکہ بوقت ضرورت وہ اس فن سے فائدہ بھی اٹھا سکے۔ اسے اخلاقیات کی تعلیم دی جائے تاکہ وہ بچوں کی تربیت بہتر طریقے سے کرسکے۔

روزمرہ سائنس اور بچوں کی نفسیات کی تعلیم دی جائے۔ نیز ان کے نصاب میں ان کی عملی زندگی کی ضروریات کو شامل کیا جائے۔ زبان کی تعلیم دینا بھی اہم ہے۔ ضروری نہیں کہ عورت پڑھ لکھ کر ڈاکٹر، انجینئر یا پائلٹ ہی بنے۔ عورت کی اولین ذمہ داری اس کا گھر ہے۔ وہ پڑھی لکھی ماں، بہن، بیٹی اور بیوی کے روپ میں اپنی ذمہ داریوں کو زیادہ بہتر طریقے سے نبھا سکتی ہے۔

''جنت ماں کے قدموں تلے ہے''۔

یعنی ماں کی خدمت کرکے جنت کا حق دار بنا جاسکتا ہے اور یہ سنت تب ہی ممکن ہے جب عورت پڑھی لکھی ہو۔ خود سے آشنا ہو اور رب شناس ہو۔ کچھ پیشے ایسے ہیں جو عورتوں کے مزاج اور طبیعت سے خاص مناسبت رکھتے ہیں۔ مثلاً ڈاکٹری یا نرسنگ اور مذہبی و دنیوی تدریس کے شعبے۔ بطور ڈاکٹر عورت مریض کی بہتر دیکھ بھال کرسکتی ہے۔ بطور نرس مریضوں کی مرہم پٹی اور دیکھ بھال احسن طریقے سے سرانجام دے سکتی ہے۔ بطور مذہبی و دنیوی استاد نئی نسل کی بہترین تربیت کرکے قوموں اور ملتو ں کی تقدیر بدل سکتی ہے۔ یہاں اس امر کا ذکر بے جانہ ہوگا کہ ہماری حکومتوں نے مخصوص معاشرتی رجحانات کے پیش نظر خواتین کے لیے مردوں سے جدا یونیورسٹیاں اور دیگر پیشہ وارانہ اداروں کے قیام کا اہتمام کیا ہے۔ اس ضمن میں فاطمہ جناح یونیورسٹی، فاطمہ جناح میڈیکل کالج اور لاہور کالج فار ویمن یونیورسٹی قابل ذکر ہیں۔ اس کے علاوہ لڑکوں کے کالجوں اور یونیورسٹیوں میں بھی انہیں اوپن میرٹ پر داخلے کے حقوق میسر ہیں۔ ان تعلیمی اداروں میں بھی پوسٹ گریجوایٹ سطح پر طالبات بھاری اکثریت میں موجود ہیں لیکن اس کا مطلب ہرگز یہ نہیں کہ تعلیم نسواں کے لیے بہت کچھ کرلیا گیا ہے۔ ☆☆☆☆☆

آپ کے سوالات کے شرعی جوابات

میک اپ کے باوجود اعضائے وضو تک پانی پہنچ جائے تو وضو ہو جاتا ہے

حصول علم کے لئے طالبات تعلیمی ہاسٹل میں رہائش اختیار کر سکتی ہیں

مرتبہ: فریدہ سجاد

سوال نمبر: کیا میک اپ پر وضو ہو جاتا ہے؟

جواب: اعضائے وضو پر اگر کسی چیز کی تہہ جمی ہو اور پانی جِلد تک نہ پہنچ پائے تو وضو نہیں ہوگا۔ قرآنِ مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا قُمْتُمْ إِلَى الصَّلَاةِ فَاغْسِلُوا وُجُوهَكُمْ وَأَيْدِيَكُمْ إِلَى الْمَرَافِقِ وَامْسَحُوا بِرُؤُوسِكُمْ وَأَرْجُلَكُمْ إِلَى الْكَعْبَيْنِ وَإِن كُنتُمْ جُنُبًا فَاطَّهَّرُوا وَإِن كُنتُم مَّرْضَى أَوْ عَلَى سَفَرٍ أَوْ جَاءَ أَحَدٌ مِّنكُم مِّنَ الْغَائِطِ أَوْ لاَمَسْتُمُ النِّسَاءَ فَلَمْ تَجِدُوا مَاءً فَتَيَمَّمُوا صَعِيدًا طَيِّبًا فَامْسَحُوا بِوُجُوهِكُمْ وَأَيْدِيكُم مِّنْهُ مَا يُرِيدُ اللّهُ لِيَجْعَلَ عَلَيْكُم مِّنْ حَرَجٍ وَلَـكِن يُرِيدُ لِيُطَهِّرَكُمْ وَلِيُتِمَّ نِعْمَتَهُ عَلَيْكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ.

اے ایمان والو! جب (تمہارا) نماز کیلئے کھڑے (ہونے کا ارادہ) ہو تو (وضو کے لئے) اپنے چہروں کو اور اپنے ہاتھوں کو کہنیوں سمیت دھو لو اور اپنے سروں کا مسح کرو اور اپنے پاؤں (بھی) ٹخنوں سمیت (دھو لو)، اور اگر تم حالتِ جنابت میں ہو تو (نہا کر) خوب پاک ہو جاؤ، اور اگر تم بیمار ہو یا سفر میں ہو یا تم سے کوئی رفعِ حاجت سے (فارغ ہو کر) آیا ہو یا تم نے عورتوں سے قربت (مجامعت) کی ہو پھر تم پانی نہ پاؤ تو (اندریں صورت) پاک مٹی سے تیمّم کر لیا کرو۔ پس (تیمّم یہ ہے کہ) اس (پاک مٹی) سے اپنے چہروں اور اپنے (پورے) ہاتھوں کا مسح کر لو۔ اللہ نہیں چاہتا کہ وہ تمہارے اوپر کسی قسم کی سختی کرے لیکن وہ (یہ) چاہتا ہے کہ تمہیں پاک کردے اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دے تاکہ تم شکرگزار بن جاؤ۔ (المائدہ، ۵: ۶)

اگر میک اپ میں صرف رنگ ہوں اور وہ اعضائے وضو تک پانی کے پہنچنے میں رکاوٹ نہ ہوں تو میک اپ پر وضو ہو جائے گا۔ لیکن اگر میک اپ کی تہہ جمی ہو جو پانی کو اعضائے وضو کی جلد تک نہ پہنچنے دے تو میک اپ پر وضو نہیں ہوگا۔

سوال: کیا شادی کی فلم بنانا جائز ہے؟ اس میں لڑکیاں لڑکے اکٹھے ہوتے ہیں اور فلمائے گئے مناظر پر موسیقی بھی شامل کی جاتی ہے، تو کیا یہ جائز ہے؟

جواب: شادی بیاہ اور دیگر تقریبات کی یادیں محفوظ کرنے کے لیے فلم بنانا جائز ہے۔ یہ دورِ حاضر کی یہ ایک سہولت ہے جس سے فائدہ اٹھانے میں کوئی قباحت نہیں۔ اگر خاندان کے افراد مہذب انداز میں ویڈیو بنوائیں، لڑکیاں باپردہ ہوں اور نامحرم خواتین وحضرات کا اختلاط نہ ہو تو فلم بنانے میں کوئی حرج نہیں۔ اس کے برعکس اگر فحش لباس زیبِ تن کیے ہوئے مرد و خواتین مخلوط تقریب میں ہوں تو ایسی تقریب کی نہ صرف فلم بنانا غیرشرعی ہے بلکہ ایسی تقریبات میں شریک ہونا

بھی اللہ تعالیٰ کے عذاب کو دعوت دینے کے مترادف ہے۔ اس لیے شرعی حدود اور تہذیبی اقدار میں رہتے ہوئے تقریبات کا انعقاد کرنا اور ان کی فلم بنانا جائز ہے۔ اگر کلام فحش نہ ہو تو ان یادگاری فلموں میں موسیقی شامل کرنا بھی جائز ہے۔

سوال: کیا دینی تعلیم کے حصول کے لیے لڑکیوں کا گھر سے دور مدرسے کے ہاسٹل میں رہنا ٹھیک ہے؟ اگر مدرسے کے ہاسٹل میں رہنا جائز ہے تو یونیورسٹی کے ہاسٹل میں رہنا ناجائز کیسے ہے؟

جواب: سب سے پہلے تو یہ بات واضح ہو کہ اسلام علم ومعرفت اور شعور وآگہی کا دین ہے کسی قیمت پر بھی جہالت وناخواندگی کو پسند نہیں کرتا لہٰذا اسلام بلا تفریق مرد وزن ہر ایک کی تعلیم وتربیت کا قائل ہے۔ اگر کوئی اسلام کو خواتین کی تعلیم وتربیت میں رکاوٹ بنا کر پیش کرے تو یہ اس کی لاعلمی ضرور ہوسکتی ہے لیکن قرآن وحدیث میں ایسی کوئی پابندی نہیں ہے جس کو بنیاد بنا کر لڑکیوں کو قدیم وجدید تعلیم وتربیت سے محروم رکھا جائے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

قُلْ هَلْ يَسْتَوِى الَّذِيْنَ يَعْلَمُوْنَ وَالَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ط اِنَّمَا يَتَذَكَّرُ اُولُو الْاَلْبَابِo

فرما دیجیے: کیا جو لوگ علم رکھتے ہیں اور جو لوگ علم نہیں رکھتے (سب) برابر ہوسکتے ہیں۔ بس نصیحت تو عقلمند لوگ ہی قبول کرتے ہیں۔ (الزمر، ۳۹: ۹)

اس آیت مبارکہ میں اہل علم کے بارے میں ارشاد فرمایا گیا ہے، عورت اور مرد کی کوئی تخصیص نہیں کی گئی فوقیت علم والے کو ہی ہے وہ چاہے مرد ہو یا عورت کوئی قید نہیں لگائی گئی۔ اور احادیث مبارکہ میں عورتوں کو تعلیم دینے کی فضیلت بیان کی گئی ہے۔

حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: جس کی بیٹی ہو اور اس نے اسے اچھا ادب سکھلایا اور اچھی تعلیم دی اور اس پر ان انعامات کو وسیع کیا جو کہ اللہ نے اس کو دیئے ہیں تو وہ بیٹی اس کے لئے جہنم سے رکاوٹ اور پردہ بنے گی۔

(طبرانی، المعجم الکبیر، ۱۰: ۱۹۷، رقم: ۱۰۴۴۷، الموصل: مکتبۃ الزہراء)

آقا علیہ السلام کی زندگی ہمارے لئے کامل نمونہ حیات ہے۔ جیسا کہ فرمان باری تعالیٰ ہے:

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنْ كَانَ يَرْجُو اللهَ وَالْيَوْمَ الْاٰخِرَ وَذَكَرَ اللهَ كَثِيْرًاo

فی الحقیقت تمہارے لیے رسول اللہ ﷺ کی ذات) میں نہایت ہی حسین نمونۂ (حیات) ہے ہر اُس شخص کے لیے جو اللہ (سے ملنے) کی اور یومِ آخرت کی امید رکھتا ہے اور اللہ کا ذکر کثرت سے کرتا ہے۔ (الاحزاب، ۲۱: ۳۳)

تو جب آقا علیہ السلام ہمارے لیے بہترین نمونہ حیات ہیں تو پھر ہمیں عورتوں کی تعلیم وتربیت کے معاملہ میں بھی آپ علیہ السلام کی پیروی کرنی چاہیے۔ آپ علیہ السلام نے تو عورتوں کی تعلیم وتربیت کے لیے دن مقرر فرمایا۔

حضرت ام عطیہ انصاریہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سات جہاد کیے میں غازیوں کی منزلوں میں ان کے پیچھے رہتی تھی۔ ان کے لئے کھانا بناتی تھی، زخمیوں کی مرہم پٹی کرتی تھی اور بیماروں کے علاج کا انتظام کرتی تھی۔ (مسلم، الصحیح، ۳: ۱۴۴۷، رقم: ۱۸۱۲)

لہٰذا مدرسہ ہو یا کالج ویونیورسٹی، اگر ادارے کی انتظامیہ لڑکیوں کی عزت وعصمت کا خیال رکھے اور اُن کی حفاظت کی ضمانت دے تو لڑکیاں محرم کے بغیر بھی ہاسٹل میں رہ کر تعلیم حاصل کرسکتی ہیں۔ اگر لڑکیوں کی عزت وناموس محفوظ نہ ہو خواہ وہ دینی مدرسہ کا ہی ہاسٹل کیوں نہ ہو، وہاں بھی لڑکیوں کا رہنا جائز نہیں ہے۔ اسلام کا اصل مقصد مال وجان اور عزت وآبرو کی حفاظت ہے۔

☆☆☆☆☆

A bit in the morning is better than nothing all day

آپ کی صحت

ذہنی تناؤ اور خوراک

حسد، احساس کمتری، غصہ، ندامت کے احساسات بیماریوں کا سبب بنتے ہیں

ذہنی دباؤ میں درود شریف کا ورد دماغ کو سکون دیتا ہے

ویشا وحید

ذہنی تناؤ کی برداشت ہر انسان میں مختلف ہوتی ہے

یعنی ذہنی تناؤ کو برداشت کرنے کی صلاحیت ہر انسان میں مختلف ہوتی ہے مثال کے طور پر آج کل کے ملکی حالات کے اوپر اگر آپ 50 لوگوں کا تجزیہ ہے تو ہر ایک مختلف رائے رکھتا ہوگا اسی طرح اگر آپ ان لوگوں سے پوچھیں تو ہر ایک پر کرونا نے مختلف نفسیاتی دباؤ ڈالا ہوگا۔ اسی طرح اگر ایک خبر 10 لوگ اپنے اپنے ٹیلی ویژن پر دیکھتے ہیں تو ممکن ہے کہ وہ خبر 10 میں سے 4 لوگوں کے جسم میں سے باؤنس کر جائے گی اور اس خبر کا تناؤ زیادہ گہرا نہیں ہوگا شاید چند منٹ یا کچھ گھنٹے اس کے جسم میں رہے مگر وہ تناؤ اس کے خون کا حصہ نہیں بنے گا۔ دوسری طرف کچھ لوگ وہ ہوں گے جو قدرتی طور پر حساس ہوں گے یعنی اس خبر کا تناؤ ان کو زیادہ متاثر کرے گا۔ ہر طرح کا تناؤ ان کے جسم میں جائے گا۔ ان کے جسم کا اور خون کا حصہ بنے گا اور بیماریاں پیدا کرے گا۔ ہمیں کیسے پتہ چلے گا کہ ہمیں واقعی ذہنی تناؤ ہے یا نہیں۔ اگر آپ کو بلاوجہ غصہ آتا ہے اگر آپ میں چڑچڑا پن ہے اگر آپ کو یہ لگتا ہے کہ کوئی آپ کی بات ہی نہیں سنتا۔ اگر آپ کو ایسا محسوس ہوتا ہے کہ آپ کا جسم سر سے لے کر پاؤں تک ایک تناؤ کا شکار رہتا ہے یا جسم کھچا کھچا سا رہتا ہے اگر آپ کو رات کو بستر پر لیٹتے ہی نیند نہیں آتی اور گھنٹوں لگ جاتے ہیں سونے میں تو آپ یقینی طور پر تناؤ کا شکار ہیں کیونکہ آپ کا ذہن آرام کی حالت میں جاگ نہیں رہا۔ جس کا ذہن جتنا زیادہ وقت لے گا سکون میں جانے میں وہ بندہ اتنا ہی زیادہ تناؤ کا شکار ہوگا۔ یعنی اگر آپ کو بستر پر جاتے ہی نیند آجاتی ہے تو آپ کو ذہنی تناؤ نہیں ہے لیکن اگر آپ کو بستر پر لیٹنے کے بعد گھنٹہ دو گھنٹے لگ جاتے ہیں آنکھ لگنے میں یا سونے میں تو یقینی طور پر آپ کا ذہن تناؤ کا شکار ہے کیونکہ وہ مسلسل مصروف ہے۔ وہ سکون کی حالت میں جا ہی نہیں رہا یا وقت لے رہا ہے اور اس کے علاوہ اگر آپ ہنستے کم ہیں اور بچے آپ کی کمپنی سے لطف اندوز نہیں ہوتے ہیں اور آپ کی طرف مائل ہونے سے ڈرتے ہیں تو بھی آپ کو اس پر کام کرنے کی ضرورت ہے۔

ہوسکتا ہے ذہنی تناؤ کی وجہ سے 3-1 سال کا بچہ آپ کی شکل پر آنے والے اثرات کی وجہ سے آپ کی طرف مائل نہ ہورہا ہو۔ اس کے علاوہ اگر آپ کھانا تو کھا رہے ہیں مگر پھر بھی نہیں کھا رہے یعنی کھانا کھاتے وقت آپ کا ذہن پچاس اور باتوں کے بارے میں سوچ رہا ہے۔ آپ کو نہیں پتا کہ اندر جا کیا رہا ہے یعنی آپ کھا کیا رہے ہیں۔ آپ کو یہ بھی نہیں معلوم کے آپ کو کھانے میں واضح طور پر کیا پسند ہے اور کیا نہیں پسند یعنی پوچھنے پر آپ کا جواب ہو کہ ”آپ سب کچھ ہی کھا لیتے ہیں، ایسا تو کچھ خاص نہیں یا جو آپ نہ کھاتے ہوں تو آپ بھی انہی لوگوں میں شامل ہیں یعنی آپ کا معدہ اور ذہن الگ الگ چل رہے ہیں آپ mindful eating نہیں کر رہے۔

ذہنی تناؤ کی کیا وجوہات ہیں:

ا۔ کچھ لوگوں میں سٹریس/ ذہنی تناؤ نیچے سے اوپر کی طرف جاتا ہے یعنی معدے سے سر کی طرف جاتا ہے۔ سٹریس کی وجوہات میں سب سے پہلے تو خوراک آجاتی ہے۔ اگر کسی کی خوراک میں قدرتی خوراک کی کمی ہے اور مصنوعی خوراک

یعنی جس کو ہم Artificial foods بولتے ہیں وہ زیادہ ہے تو وہ ذہنی تناؤ کا شکار ہوسکتا ہے کیونکہ جب artificial foods جسم میں جا کر نظام انہضام سے گزرنے کے بعد جو راکھ بناتے ہیں وہ دماغ کو ناخوش کرتے ہیں یا دماغ کو ایسے signals دیتے ہیں جس سے دماغ unhappy ریلیز کرتا ہے۔

۲۔ اگر آپ خوراک تو ٹھیک لے رہے ہیں لیکن اس کا طریقہ غلط ہے یا وقت غلط ہے تو بھی وہ آپ کے لیے سٹریس دینے کا باعث بن سکتی ہے اور اس سٹریس کی شکل مختلف بیماریوں کی صورت میں بھی سامنے آسکتی ہے۔

۳۔ اگر ایک انسان کی رات کی نیند نہیں ہے تو وہ بھی ذہنی تناؤ کا شکار ہوسکتا ہے کیونکہ پیٹ کے اندر کچھ ایسے کیمیائی مادے بستے ہیں جو آپ کو سٹریس میں مبتلا کر سکتے ہیں۔

۴۔ ایک اور اہم وجہ یہ ہے کہ ہماری قوم دوائیاں ایسے کھاتی ہے جیسے بچے ٹافیاں کھاتے ہیں۔ بغیر کسی ڈاکٹر کی تجویز کے اپنے لیے دوائیاں خود تجویز کرتے ہیں اور ان کی مقدار اور وقت بھی خود ہی تجویز کرتے ہیں۔ اب ہوتا یہ ہے کہ ایسا کرنے سے ہمارا جسم مسلسل طور پر ایسے کیمیائی مادے بناتا ہے جو مسلسل طور پر ہمارے ذہن کو بے چین رکھتے ہیں۔

۵۔ کچھ لوگوں میں سٹریس اوپر سے نیچے کی طرف جاتا ہے یعنی سر سے پیٹ کی طرف جاتا ہے۔ اگر ہماری تربیت میں بنیادی اقدار کی کمی ہے مثال کے طور پر ہماری تربیت میں ہمیں یہ سکھایا ہی نہیں گیا کہ منفی سوچوں کو اپنے اوپر کیسے طاری نہیں ہونے دینا یا ان منفی سوچوں کی پہچان کیسے کرنی ہے۔ یعنی قدرتی طور پر ان کے اندر حسد، احساس کمتری، جلن ہے اور بچپن میں کسی نے ان کی نشان دہی کر کے ان کو حل نہیں کیا تو امکان ہے کہ یہ جذبات ذہن سے پیٹ کی طرف آئیں اور عمومی بے چینی یا تناؤ کا سبب بنیں۔ یہ بات بھی سمجھنے کی ہے کہ غذا سے بھی زیادہ حسد، احساس کمتری، غصہ، احساس ندامت جیسے جذبات بڑی بڑی بیماریاں پیدا کرنے کا سبب بنتے ہیں۔

☆ ہم ذہنی تناؤ کو کیسے دور کر سکتے ہیں: اصول یہ ہے کہ جس طرح ہم روز صبح اٹھ کر جسم کی صفائی کا خیال رکھتے ہیں اسی طرح روز کے روز ذہن کی صفائی بھی ضروری ہے۔ یعنی روز کے روز آنے والے ذہنی تناؤ/ دباؤ کو ذہن سے نکالنا بھی ضروری ہے۔ روز کے روز ذہن کی صفائی کے لیے بھی کچھ نہ کچھ کرنا ضروری ہے۔

۱۔ ہم تین زندگیاں ساتھ ساتھ جیتے ہیں یعنی ایک ہی وقت ہم جسم ذہن اور روح کو ساتھ لے کر چل رہے ہوتے ہیں جب ہم بے یقینی کا شکار ہوتے ہیں جب ہم منہ سے تو اللہ اللہ کریں اس کی رحمت اور مصلحت کا اقرار زبان سے تو کریں مگر دل سے اس کے قائل نہ ہوں تو ہم سٹریس بے یقینی کا شکار ہوجاتے ہیں۔ جب مثال کے طور پر ہم نماز پڑھتے ہیں اور سجدے کی حالت میں جاتے ہیں تو ذہن کا سٹریس ارتھ ہوجاتا ہے۔ اسی طرح جب بھی آپ کو سٹریس اور ذہنی دباؤ محسوس ہو آپ کوئی سا بھی درود شریف پڑھیں اور اعتقاد کے ساتھ اس کو پانی میں پھونکیں اور پی لیں اب سائنسی اعتبار سے ہوگا کیا آپ نے وہ Positive energy پانی میں منتقل کی اور اب وہ پانی آپ کے جسم آپ کے خون کا حصہ بن کر آپ کے ذہن تک آپ کے دماغ تک پہنچے گا اور آپ کے دماغ کو سکون دے گا۔

۲۔ اس کے علاوہ مراقبہ بھی بہت فائدہ مند ہے۔

۳۔ ایسا ہوتا ہے کہ کبھی بہت کوشش کے باوجود بھی ہم اپنا ذہن ان منفی سوچوں سے ہٹا نہیں پاتے۔ اس کے لیے سب سے پہلے تو اپنا طرز زندگی قدرت کے نظام کے مطابق کرلیں۔ یعنی اگر آپ وقت پر ناشتہ کرنے والے ہیں تو آپ قدرتی طور پر اس بندے سے زیادہ طاقت رکھتے ہیں ذہنی دباؤ سے لڑنے کی برعکس اس شخص کے جو وقت پر صحیح ناشتہ نہیں کرتے اور یہ کمال صرف اللہ تعالیٰ کی قدرتی خوراک میں ہی ہے، مصنوعی خوراک اور artificial food یہ کام نہیں کرسکتی۔

۴۔ اگر آپ یہ سب کچھ نہیں بھی کر رہے اور صرف رات کو سوتے وقت کر رہے ہیں تو رات کا 6 گھنٹے کا سونا یعنی کہ اندھیرے کی نیند ہی آپ کے ذہن کو نیوٹر لائز کر دیتی ہے۔ دن میں سونے کا یعنی دن میں 6 گھنٹے کی نیند کا فائدہ اس لیے نہیں ہے کیونکہ آپ کا نظام جاگ چکا ہوتا ہے۔

۵۔ اس کے علاوہ اپنی hobbies پر توجہ دیں یہ بھی اللہ کی طرف سے قدرتی ہتھیار ہے سٹریس کے خلاف۔

☆☆☆☆☆

گلدستہ

طب یونانی اور ہماری صحت

چھلکا اسپغول کی معالجاتی خصوصیات

غیر متوازن خوراک سے نظام انہضام متاثر ہوتا ہے

بیماری کی صورت میں چھلکا اسپغول کا استعمال موثر ہے

مرتبہ: ماریہ عروج

اللہ کی رضا کا حقیقی معیار

ایک شخص اللہ کا فرمانبردار ہے، دوسرا اللہ کا نافرمان ہے۔ دونوں مچھلی کا شکار کرنے جاتے ہیں، ایک اپنے بتوں کا نام لیتا ہے اور جال پھینکتا ہے، اس کے جال میں مچھلیاں آتی ہیں۔ دوسرا اللہ کا نام لیتا ہے اور جال پھینکتا ہے اور اس کے جال میں کچھ نہیں آتا، کوشش کرتے کرتے شام ہوجاتی ہے۔ وہ اللہ کا نافرمان، غیراللہ کا پکارنے والا اپنی مچھلیوں کا تھیلا بھر کر لاتا ہے اور یہ اللہ کا ماننے والا اپنا تھیلا خالی لے کر آتا ہے، اللہ کا فرشتہ (کراماً کاتبین، حساب کتاب لکھنے والا فرشتہ) غمگین ہوتا ہے اور عرض کرتا ہے کہ اے اللہ! وہ تیرا نام لینے والا خالی ہاتھ آرہا ہے اور تیرے دشمنوں کا نام لینے والا مچھلیوں سے بھرا ہوا تھیلا لارہا ہے۔ اس پر اللہ رب العزت فرشتے کو ان دونوں کا آخرت میں ٹھکانہ دکھاتے ہوئے کہتے ہیں کہ دیکھو! جو مچھلیاں بھر کے لارہا ہے اس کا ٹھکانہ جہنم ہے، مچھلیاں اس کے کس کام کی؟ اور جو خالی ہاتھ آرہا ہے اس کا مسکن یہ جنت ہے اور اس کا کوئی بدل نہیں ہے۔ جیسے ہم کہتے ہیں کہ وہ اتنے نافرمان ہیں لیکن پھر بھی مزے کررہے ہیں اور یہ اتنے فرمانبردار ہیں پھر بھی تکلیفوں میں مبتلا ہیں۔ ارے! اللہ کے یہاں مقبولیت اور پسندیدگی کا معیار کچھ اور ہے۔

چھلکا اسپغول

موجودہ بے ہنگم زندگی کھانے پینے میں بے اعتدالی مزید برآں غیر متوازن خوراک کا حصول اور آلودگی وغیرہ کی وجہ سے مختلف بیماریوں میں بتدریج اضافہ ہورہا ہے۔ اگرچہ یہ بیماریاں پہلے بھی موجود تھیں مگر ان کی شرح اتنی زیادہ نہ تھی جتنی کہ اب ہے۔ مشہور مقولہ ہے کہ ''جنگوں میں اتنے افراد نہیں مرتے جتنے پیٹ کے ہاتھوں ہلاک ہوتے ہیں'' غیر متوازن خوراک، ہوٹلوں، بازاری کھانوں، فاسٹ فوڈ، چائے، کولا مشروبات کا کثرت سے استعمال اور اس طرح کے دیگر عوامل سے ہمارا نظام ہضم اس قدر متاثر ہوتا ہے کہ معدہ، آنتیں اور دیگر نظام ہضم میں مددگار اعضا کے افعال میں خلل واقع ہوجاتا ہے۔

طب یونانی ایک مسلمہ قدرتی طریقہ علاج ہے اور اپنی شفا بخشی اور مابعد اثرات سے پاک ادویات کی وجہ سے اسے قبولیت عامہ کا درجہ حاصل ہے۔ زمین پر جابجا پھیلی جڑی بوٹیاں قدرت کی صناعی کا عظیم مظہر ہیں اور ان میں شفا بخشی کے اثرات بدرجہ اتم موجود ہیں۔ اسپغول ایک مشہور پودا ہے۔ اس کے بیج اور بھوسی (چھلکا) دونوں ادویاتی طور پر استعمال کیے جاتے ہیں۔ اسپغول (بیج اور چھلکا) میں ایک

پانی جذب کرنے والا مادہ (Mucilage) پایا جاتا ہے جو کہ پانی کی موجودگی میں پھول جاتا ہے اور جیلی جیسا بن جاتا ہے۔طبی لحاظ سے اس کا مزاج دوسرے درجے میں سرد تر ہے۔ اسپغول تیزابیت اور السر جیسے عوارضات میں بڑے اعتماد کے ساتھ استعمال کیا جارہا ہے اور بے ضرر شفاء بخش تاثیر کی وجہ سے اس کا شمار عام گھریلو نسخوں میں ہوتا ہے۔ کیمیائی لحاظ سے اسپغول لیسدار اور چربیلے مادے لحمی روغن Fatty Oil وٹامن اور نشاستہ پر مبنی ہے اور اس کے بیجوں سے ایک گلائیکو سائیڈ آکیو بن (Aucubin) حاصل ہوتا ہے۔ اپنے انہی کیمیائی اجزاء کی وجہ سے مختلف امراض میں مفید ثابت ہوا ہے۔ چھلکا اسپغول کی اسی افادیت کو بڑھانے میں معاون ثابت ہوتا ہے۔

چھلکا اسپغول کی معالجاتی خصوصیات:

جب چھلکا اسپغول کو پانی میں بھگودیتے ہیں تو خاصی مقدار میں لیسدار مادہ پیدا ہوتا ہے۔ معدہ کے خامرے (Enzymes) اس لیس دار مادہ پر عمل نہیں کرتے۔لہذا یہ لیس دار مادہ آنتوں میں بغیر ہضم ہوئے ان کی دیواروں کو نرم کرتے ہوئے گزر جاتا ہے۔

☆ السر کے مریضوں میں چھلکا اسپغول کا لیسدار مادہ السر کے اوپر تہہ بنادیتا ہے جس سے السر کو ٹھیک ہونے میں مدد ملتی ہے۔

☆ چھلکا اسپغول کے لیس دار مادہ میں اللہ تعالیٰ نے یہ خوبی رکھی ہے کہ یہ نقصان دہ بیکٹیریا کے پیدا کئے ہوئے مادہ کو جذب کرلیتا ہے اور اسے بے اثر بنادیتا ہے۔

☆ معدہ اور آنتوں میں چھلکا اسپغول کافی مقدار میں پانی جذب کرلیتا ہے اور اس کی شکل جیلی کی طرح ہوجاتی ہے جو آنتوں کی دیواروں کو خراش سے محفوظ رکھتا ہے اور تیزابیت کو ختم کرتا ہے۔

☆ چھلکا اسپغول پیاس میں بھی تسکین دیتا ہے۔

☆ یہ خون میں بڑھے ہوئے کولیسٹرول کو کم کرتا ہے۔

ترکیب استعمال:

پیاس کی شدت، گرمی، پیچش میں دن میں دو مرتبہ دو چمچ چائے والے (۷ گرام) ایک ہی کپ دہی میں ملا کر کھلائیں۔ 12 سال سے کم عمر کے بچوں کو نصف خوراک دیں۔

انڈے کا کٹا کٹ

اجزاء:

انڈے چار عدد، پیاز ایک عدد، لہسن پیسٹ ایک چائے کا چمچ، میتھی دانہ ساتھ آٹھ دانے، پسا ہوا دھنیا دو چائے کے چمچ، ہلدی پاؤڈر آدھا چمچ، دہی دو چائے کے چمچ، سرخ مرچ پاؤڈر ایک چائے کا چمچ، نمک حسب ضرورت، تیل حسب ضرورت، ہری مرچ تین سے چار عدد، ہرا دھنیا سجاوٹ کے لیے

ترکیب:

ایک بڑی دیگچی میں گھی گرم کریں۔ اس میں باریک کٹی ہوئی پیاز ڈال کو گولڈن براؤن کرلیں۔ پھر اس میں میتھی دانہ، پسا ہوا دھنیا، مرچ، لہسن، نمک ڈال کر ایک پیالی پانی میں شامل کرکے پکنے دیں جب مصالحہ تیار ہوجائے تو دہی ڈال دیں۔ مزید پکائیں۔ اب اس مصالحے میں انڈے توڑ کر شامل کریں اور خوب اچھی طرح بھون لیں۔ انڈے کا کٹا کٹ تیار ہے۔ ہری مرچ اور ہرا دھنیا اوپر سے شامل کرکے پیش کریں۔

☆☆☆☆☆

محرم الحرام پلان 2020ء

محرم الحرام انسانی شعور کو دعوت دین کیلئے بیدار کرتا ہے

منہاج القرآن ویمن لیگ عشرہ محرم الحرام میں اہل بیت اطہار کی محبت کے دیپ روشن کرتی ہے

حافظہ سحر عنبرین۔ڈائریکٹر دعوت وتربیت

إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا (الاحزاب، ۳۳:۳۳)

بس اللہ یہی چاہتا ہے کہ اے (رسول اللہ ﷺ کے) اہلبیت! تم سے ہر قسم کے گناہ کا میل (اور شک و نقص کی گرد تک) دور کر دے اور تمہیں (کامل) طہارت سے نواز کر بالکل پاک صاف کر دے۔ (ترجمہ عرفان القرآن)

محرم الحرام انسانی شعور کو دفاع دین اور تبلیغ دین کے لیے بیدار کرتا ہے۔ جیسا کہ ہمارے علم میں ہے کہ محرم الحرام کا آغاز ہونے والا ہے اور اس ماہ محرم کو ایک عظیم نسبت اہل بیت اطہار سے ہے اور اسی کی وساطت سے دین مبین کو سربلندی اور احیاء نصیب ہوا۔ محرم 61 ہجری کو کربلا کی سرزمین پر پڑاؤ ڈال کر ملت اسلامیہ کی بقاء کی خاطر مصمم ارادہ سے ڈٹ جانے والی عظیم ہستی امام حسینؑ اور اہلبیتؑ کا یہ پوری ملت اسلامیہ پر احسان ہے کہ اگر وہ ڈٹ کر ظالم یزید کا مقابلہ نہ کرتے اور اپنے سمیت بزرگوں، جوانوں اور معصوم بچوں کی قربانی نہ دیتے تو آج اسلام باقی نہ ہوتا۔ جہاں حضرت امام حسینؑ نے دین کی بقاء کے لیے اپنا سب کچھ قربان کر دیا وہاں اس ظلم کی داستان کو قیامت تک کے افراد تک پہنچانے والی ہستی سیدہ زینب بنت علیؓ کی تھی انہوں نے نہ صرف اپنے بھائی کے شانہ بشانہ میدان کربلا میں بطور خاتون کلیدی کردار ادا کیا۔ آپ نے کربلا کی سرزمین پر جو کسب کمال حاصل کیا اسکی حدیں دائرہ امکان میں آنے والے ہر کمال سے آگے نکل گئیں بلکہ واقعہ کربلا کے بعد جب خانوادہ رسول ﷺ کا لٹا پٹا قافلہ شام پہنچا تو پہلے ابن زیاد اور پھر یزید کے دربار میں آپؓ نے اپنے جرات مندانہ خطاب سے اسلام کا علم بلند کیا اور واقعہ کربلا کو قیامت تک کے لیے زندہ کر دیا۔ واقعہ کربلا کے بعد وہ دمشق لے جائی گئیں جہاں یزید کے دربار میں دیا گیا ان کا خطبہ بہت مشہور ہے۔

خواتین ہمارے معاشرے کا جزو لاینفک ہیں ایک صالح اور پاکیزہ معاشرے کے قیام میں خواتین کا کردار بنیادی حیثیت رکھتا ہے اسلام کی نظر میں امر بالمعروف و نہی عن المنکر مرد و خواتین دونوں کا فریضہ ہے۔ موجودہ دور میں باطل طاقتوں کے مسلسل فریب اور پروپیگنڈے کے ذریعے مسلم خواتین کو اسلام کی عظیم روحانی، اخلاقی اور انقلابی اقدار سے دور کیا جا رہا ہے۔ جو حقوق نسواں اور جدت پسندی کے نام پر معاشرے کی تنزلی کا باعث ہے۔ مغرب کے اس پوشیدہ حملے سے خواتین کو محفوظ رکھنا یقیناً امت مسلمہ کی ذمہ داری ہے، اسلامی اقدار کی حقانیت کے یقین کو ختم کرنے کیلئے مغربی استعماری قوتیں پوری کوشش کے ساتھ مسلم خواتین کے رجحانات بدل کر میڈیا کو خواتین کی تذلیل کا ہتھیار بنا رہی ہیں، لہذا موجودہ دور زوال کے درپیش چیلنجز کے پیش نظر خواتین کے کردار کی اہمیت اور انھیں ان کی ذمہ داریوں کا احساس دلانے کیلئے منہاج القرآن ویمن لیگ سیدہ کائنات اور آپکی

صاحبزادی ثانی زہرا سیدہ زینب سلام اللہ علیہا کی تعلیمات کے فروغ پر ہمیشہ کام کرتی رہی ہے۔اور کربلا سے مدینہ الرسول تک کے سفر کے مصائب پر صبر واستقلال ہمت و جرات، علم وحکمت اور معرفت کی عظیم مثال قائم کرنے والی عظیم ہستی کی تطہیر و تزکیہ سے روشناس کروانا۔ اسکا یہی مقصود ہے کہ خواتین میں یہ شعور اجاگر ہو کہ اسلامی اقدار کا تحفظ ہی انکے تحفظ کی ضمانت ہے اسی صورت اصلاح احوال، احیائے اسلام اور تجدید دین کا خواب شرمندہ تعبیر ہوسکتا ہے۔ سیدہ زینب بنت علی رضی اللہ عنہ کی شخصیت تاریخ بشریت کی کردار ساز ہستیوں میں ایک منفرد مثال بن گئیں ان سے آج کی عورت کو روشناس کرانے کیلئے منہاج القرآن ویمن لیگ نظامت دعوت نے ماہ محرم الحرام میں خصوصی پلان ترتیب دیا ہے۔

مقاصد:

☆ سیدہ زینبؓ کی عظمت و رفعت کا پرچار اور آپ کو خراج تحسین پیش کرنا

☆ عصر حاضر میں خواتین کو سیدہ زینب سلام اللہ علیہا کی سیرت سے روشناس کروانا

☆ اہل بیت اطہار اور بالخصوص سیدہ زینبؓ کی سیرت طیبہ کے علمی، فکری، روحانی واخلاقی پہلوؤں سے دختران اسلام کو متعارف کروانا

☆ حضرت امام حسین علیہ السلام اور شہدائے کربلا کی شہادت کے ذکر سے ملت اسلامیہ کے جذبہ ایمانی میں اضافہ کرنا

☆ محرم الحرام پلان کے ذریعے مثالی تنظیمات کے اہداف کے حصول میں معاونت

پروگرامز:

سیدہ زینبؓ کانفرنسز

بعنوان: شریکۃ الحسینؓ سیدہ زینبؓ تاریخ انسانیت کی کردارساز ہستی

ہفتہ وار محافل ذکر اہل بیت، شب بیداری (نواور دس محرم الحرام کی درمیانی شب)

دورانیہ:

یکم محرم الحرام تا 10 صفر المظفر 21 اگست تا 28 ستمبر 2020

سطح:

ضلع، تحصیل، یونین کونسلز، یونٹ، فیملی

نوٹ: یونین کونسل میں تمام حلقات درود وفکر میں محرم الحرام کی مناسبت سے شیخ الاسلام کے خطابات سنائے جانے کا اہتمام کیا جائے گا۔

اہداف:

رفاقت سازی (تحصیل کی سطح ریگولر 10، تاحیات رفاقت 5)

تنظیم سازی (ضلع کا ہدف پی پی حلقہ 1 یونین کونسل 3 یونٹ 3)

حلقہ درود (5 نئے حلقہ جات تحصیل کی سطح پر) 2 شب بیداریاں)

ٹارگٹ برائے کانفرنسز 65:

زون سنٹرل پنجاب اے 11، سنٹرل پنجاب بی 6، شمالی پنجاب 10، جنوبی پنجاب 10، کے پی کے 5، کراچی 10، لاہور 5، کشمیر 3، سندھ 3، گلگت 2

کانفرنسز کے دیگر موضوعات:

ا۔ سیدہ زینب سلام اللہ علیہا کی سیرتِ طیبہ اور اصلاح نسواں

۲۔ سیدہ زینب سلام اللہ علیہا کا مقام صبر و رضا

۳۔ سیدہ زینب سلام اللہ علیہا کا بچپن اور جوانی

۴۔ دمشق میں سیدہ زینب سلام اللہ علیہا کی قائدانہ جرات کلامی اور اثرات

۵۔ سیدہ زینب سلام اللہ علیہا کی حیاتِ مقدسہ کے دعوتی و تبلیغی اور روحانی پہلو، ۶۔ دعوی حب حسینؓ کے تقاضے

۷۔ واقعہ کربلا کے فکری اثرات، ۸۔ شہادت امام حسین علیہ السلام کا پیغام (غم وکرب اور جوش عمل)

۹۔ دورحاضر میں سیرت اہل بیت اطہار سے استفادہ کی صورتیں

۱۰۔ کرب و بلا کو پھر سے تلاش حسینؓ ہے

۱۱۔ پیکران صبرواستقامت شہدائے کربلا (واقعہ کربلا کے تناظر میں)

فارمیٹ برائے سیدہ زینبؓ کانفرنسز:

تلاوت قرآن مجید (بمعہ ترجمہ عرفان القرآن (5 منٹ)

نعت رسول مقبول ﷺ (5 منٹ)
استقبالیہ کلمات (خوش آمدید، کانفرنس کے مقاصد (5 منٹ)
منقبت (5 منٹ)، لیکچر برائے معلّمہ (30 منٹ)
اظہار خیال (مؤثر شخصیات (15 منٹ)
ویڈیو خطاب شیخ الاسلام (بذریعہ پروجیکٹر (20 منٹ)
اختتامی کلمات (تحریک کا پیغام اور کتب کا تعارف (10 منٹ)
سلام و دعا (5 منٹ)

فارمیٹ برائے آن لائن کانفرنسز:

تلاوت قرآن مجید (بمعہ ترجمہ عرفان القرآن (5 منٹ)
نعت رسول مقبول ﷺ (5 منٹ)
مناقب اہل بیت اطہارؓ (10 منٹ)
اظہار خیال (دیگر مکاتب فکر سے 3 موثر شخصیات (15 منٹ)
خطاب برائے معلّمہ (شریکۃ الحسینؓ سیدہ زینبؓ تاریخ انسانیت کی کردار ساز ہستی) (30 منٹ)
ویڈیو خطاب شیخ الاسلام (20 منٹ)
اظہار تشکر (5 منٹ) اختتامی کلمات (صدر یا ناظمہ کی جانب سے (5 منٹ)، سلام و دعا (10 منٹ)

فارمیٹ برائے شب بیداری:

تلاوت قرآن مجید (بمعہ ترجمہ عرفان القرآن (5 منٹ)
نعت رسول مقبول ﷺ، منقبت اہل بیتؓ (60 منٹ)
ویڈیو خطاب شیخ الاسلام (بذریعہ پروجیکٹر (20 منٹ)
درس برائے معلّمہ (شان اہل بیت، سیدہ زینبؓ اور خواتین کی عظمت (30 منٹ)، صلوٰۃ تسبیح رقیام الیل کی نیت سے نوافل (30 منٹ)، محفل ذکر و مراقبہ (15 منٹ)، سلام و مناجات زین العابدینؓ (10 منٹ)

ہدایات برائے محرم الحرام پلان:

1۔محرم الحرام کے پروگرامز کو ماہانہ تنظیمی اجلاس کے ایجنڈا میں شامل کروایا جائے۔ اگر ماہانہ اجلاس باقاعدگی سے نہیں ہو رہا تو خصوصاً اس ایجنڈا پر میٹنگ کال کی جائے۔
2۔محرم الحرام کے پروگرامز ناظمہ دعوت کی ذمہ داری ہے۔ ناظمہ دعوت میٹنگ میں صدر اور ناظمہ کی مشاورت سے سیدہ زینبؓ کانفرنسز کا کمیٹی پیپر تشکیل دے گی اور اہداف کی تقسیم کرے گی۔
3۔آن لائن کروائی جانے والی کانفرنسز کی مکمل پلاننگ ناظمہ دعوت و تربیت ناظمہ تنظیمات کی معاونت سے پلان کرے گی۔
پروگرام کیلئے درج ذیل کمیٹیاں تشکیل دی جائیں گی:
دعوتی کمیٹی: کانفرنس میں شرکت کیلئے مؤثر شخصیات (ڈاکٹرز، پروفیسرز، اساتذہ، وکلاء ، سیاسی و سماجی شخصیات) کو دعوت دے گی ۔
ضلعی سطح پر کانفرنس کے انعقاد کی صورت میں ذیلی تنظیمات کو خواتین کی شرکت کے ٹارگٹس تقسیم کرے گی اور فالو اپ کی ذمہ دار ہو گی۔
تشہیری کمیٹی: کانفرنس کی تشہیر بروقت، بذریعہ فلیکس، بینرز، پمفلٹس، سوشل میڈیا، اور اخبارات کرے گی۔
استقبالیہ کمیٹی: آنیوالی خواتین کو خوش آمدید کہے گی۔
انتظامی کمیٹی: ہال بکنگ، ساؤنڈ سسٹم اور جنریٹر کا انتظام کروائے گی۔
حضور شیخ الاسلام کی کتب کا سٹال یقینی بنائے گی۔
بجٹ کمیٹی: ناظمہ مالیات کی سربراہی میں بجٹ کمیٹی فنڈز کی دستیابی کو یقینی بنانے کیلئے پلاننگ کرے گی۔
رجسٹریشن کمیٹی: آنے والی تمام خواتین کی رجسٹریشن (نام، فون نمبرز اور علاقہ) کرے گی اور بعد ازاں ان کا ریکارڈ مرتب کرے گی۔
فارمیٹ کمیٹی: مرکز کی جانب سے دیے گئے فارمیٹ کو یقینی بنائے گی۔
مقررین کو تیاری کیلئے موضوع سے بروقت آگاہ کرے گی۔
شیخ الاسلام کی محرم الحرام کی مناسبت سے کتب کانفرنس سے ایک ہفتہ قبل مقررین کو فراہم کرے گی۔
معلّمہ کو مرکز سے بلوانا مقصود ہو تو اس کی درخواست بروقت ناظمہ دعوت کے ذریعے مرکز بھجوائے گی۔
سٹیج سیکرٹری کا تعین کرے گی۔
سوشل میڈیا کمیٹی: کانفرنس کی مکمل رپورٹ بمعہ

تصاویر سوشل میڈیا پر اپ لوڈ کروائے گی۔
پروگرام سے قبل سوشل میڈیا کانفرنس کی بھرپور تشہیر کو ممکن بنائے گی۔

لیکچر کی تیاری کیلئے کتب :

1. مرج البحرین(C001)
2. اہل بیت اطہار کے مناقب و فضائل (M0006)
3. فلسفہ شہادت امام حسینؓ(DM0005)
4. محبت حسنین کریمینؓ (F0001)
5. ذبح عظیم(M0007)
6. ذکر شہادت امام حسینؓ(C0025)
7. حسنین کریمینؓ کے فضائل و مناقب (VC0011)
8. نظام مصطفیٰ (K0018)
9. شہادت امام حسینؓ حقائق و واقعات (M0005/6)
10. حسنؓ و حسینؓ تمام جنتی جوانوں کے سردار ہیں (C0024)
11. قرابت النبی (M0020)
12. انقلاب آفرین پیغام (K0018)

محرم الحرام کے انفرادی معمولات :

محرم کے لغوی معنی ممنوع اور حرام کیا گیا کے ہیں یعنی عظمت والا، لائق احترام۔ یہ ان چار مہینوں میں سے ہے جن کا ذکر اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں کیا ہے۔

إِنَّ عِـدَّةَ الشُّهُورِ عِندَ اللَّهِ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا فِي كِتَابِ اللَّهِ يَوْمَ خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ مِنْهَا أَرْبَعَةٌ حُرُمٌ ذَٰلِكَ الدِّينُ الْقَيِّمُ فَلَا تَظْلِمُوا فِيهِنَّ أَنفُسَكُمْ (التوبہ 36)

بے شک مہینوں کی تعداد اللہ کے نزدیک 12 ہے اور جب سے اس نے زمین و آسمان کو پیدا کیا ہے ان میں چار حرمت والے ہیں ،یہی درست دین ہے پس تم ان میں ایک دوسرے پر ظلم نہ کرو۔

یہ چار مہینے محرم ، رجب ، ذوالقعدہ ، ذوالحج ہیں اور اس مہینے کے لیے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا شھر اللہ المحرم یہ وہ واحد مہینہ ہے جسے اللہ رب العزت سے منسوب کیا گیا۔ محرم الحرام میں درج ذیل ہدایات پر عمل کو یقینی بنائیں۔

☆ باوضو رہیں اور کثرت سے تلاوت قرآن پاک کریں ۔
☆ نماز تہجد کا اہتمام کریں اور کثرت سے استغفار کریں ۔
☆ ہمہ وقت درود پاک پڑھیں۔
☆ ہر روز کم از کم چار رکعت نوافل نماز شہدائے کربلا کی بارگاہ میں ہدیہ پیش کریں ۔
☆ انتہائی ضروری کلام کے علاوہ خاموشی اختیار کریں۔
☆ دن میں کسی مقررہ وقت پر فیملی کے ساتھ شہادت امام عالی مقامؓ اور شہدائے کربلا کے واقعات کا مطالعہ کریں ۔
☆ دوسروں کی جان، مال، عزت وحرمت کا خیال رکھیں ۔
☆ اس ماہ میں خصوصی طور پر خود کو گناہوں سے بچائیں۔
☆ دوسروں کی عزتوں کی حفاظت کرنا ، احترام بجا لانا، طعن و تشنیع سے پرہیز، غیبت ، چغلی اور بدگمانی سے بچنا بھی اسی ضمن میں آتا ہے۔
☆ دوسروں کے حقوق ادا کرنا ۔
☆ اللہ کے بہترین بندے وہ ہوتے ہیں جنہیں دیکھ کر اللہ یاد آئے صلہ رحمی کی طرف توجہ دیں۔
☆ محرم کے روزے رکھنا ، خاص طور پر یوم عاشور (نو اور دس محرم) کا روزہ افضل ہے۔
☆ یوم عاشور گھر کا دستر خوان وسیع رکھیں اور معمول سے زیادہ کھانا پکائیں۔
☆ غسل کریں ، پاکیزہ لباس پہنیں اور اہلبیت اطہار اور شہدائے کربلا کا ذکر کریں اور صدقہ خیرات کی کثرت کریں۔ ☆☆☆☆☆☆

تعزیت

سینئر منہاجینز سابقہ لیکچرار منہاج کالج محترمہ آسیہ سیف قادری کی ساس امی اور محترم سیف اللہ بھٹی کنٹرولر امتحانات MEB کی والدہ ماجدہ مرحومہ عائشہ بی بی قضائے الٰہی سے وفات پا گئی ہیں۔ ان کی مغفرت و بخشش کے لیے ہم دعا گو ہیں کہ اللہ رب العزت مرحومہ کی مغفرت فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین

حسد کا کوئی فائدہ نہیں بلندیاں خدا کی ذات دیتی ہے